REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT No. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No. P/GDP-3.

جلد ۲۵ — شمارہ ۲۸

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:- جاوید اقبال اختر - محمد انعام غوری -

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN. 143516.

۹ رجب ۱۳۹۶ھ — ۸ وفاء ۱۳۵۵ ہش — ۸ جولائی ۱۹۷۶ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۵ وفاء (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۲۴ کی اطلاع مظہر ہے کہ "حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے" الحمد للہ - احباب کرام اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں -

★ — حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو ضعف اور بے چینی کی تکلیف چل رہی ہے - احباب حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعا فرماتے رہیں -

قادیان ۵ وفاء (جولائی) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں - الحمد للہ -

قادیان ۵ وفاء (جولائی) - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں - الحمد للہ ٭

نصرت جہاں سکیم کے تحت

امیشہ (نائجیریا) میں احمدیہ سیکنڈری سکول کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد

از مکرم مولوی قریشی سعید احمد صاحب اظہر شاہد مبلغ نائجیریا مغربی افریقہ

خدا تعالیٰ نے گزشتہ سال نصرت جہاں کی بابرکت سکیم کے تحت جماعت احمدیہ نائجیریا کو دو سیکنڈری سکول کھولنے کی توفیق عطا فرمائی - ان میں سے ایک سکول بمقام اگباگی اور دوسرا امیشہ (IMAISHA) میں (جو Floteaune سٹیٹ میں دریائے بینو Benue کے کنارے ایک قصبہ ہے) یہ علاقہ مسلم آبادی پر مشتمل ہے - لیکن تعلیم و تہذیب سے کوسوں دور ہے - اس پوری سٹیٹ میں جماعتِ احمدیہ واحد مسلم جماعت ہے جس نے وہاں سکول کھولا ہے - یہ علاقہ تعلیمی لحاظ سے بہت پسماندہ ہے - لوکل کمیونٹی نے بہت اداروں سے رابطہ قائم کیا - لیکن متعدد مسائل کی وجہ سے کوئی اس کے لئے تیار نہ ہوا - اور یہ سعادت جماعتِ احمدیہ کے حصہ میں آئی - اور اس سال کے شروع میں ایک عارضی عمارت میں اس سکول کا آغاز کر دیا گیا - لیکن سکول میں طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر اس امر کا فیصلہ کیا گیا کہ جلد سکول کی اپنی مستقل عمارت تعمیر کی جائے - حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت اور ضروری اخراجات کے لئے منظوری عطا فرمائی -

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئی عمارت کے سنگِ بنیاد کی مبارک تقریب مورخہ ۲۲/۵/۷۶ کو منعقد ہوئی - اس تقریب میں شمولیت کے لئے محترم مولانا محمد اجمل صاحب شاہد امیر و مشنری انچارج نائجیریا مع اپنے ساتھیوں کے لیگوس سے تشریف لائے - چیف آف امیشہ چیئرمین لوکل اتھارٹی Nasarawa ڈویژن، سیکرٹری و اسسٹنٹ سیکرٹری اور بہت سے ممبران لوکل اتھارٹی، دیگر معززینِ علاقہ - اور طلباء نے اس مبارک تقریب میں شرکت کی -

تقریب کا آغاز صبح دس بجے چیئرمین لوکل اتھارٹی Nasarawa ڈویژن کی صدارت میں محترم مولوی سید عزیز احمد شاہ صاحب کی تلاوت سے ہوا - پھر محترم امیر صاحب نے احباب سے خطاب کیا - اور جماعتِ احمدیہ کی خدمتِ اسلام اور خدمتِ بنی نوعِ انسان کا ذکر کرتے ہوئے اس سکول کو جاری کرنے کا پس منظر بیان فرمایا اور بتلایا کہ اس دور دراز کے پسماندہ علاقہ میں جہاں ۹۰ میل کے علاقہ میں کوئی سیکنڈری سکول نہیں ہے، جماعتِ احمدیہ کے سکول کھولنے کا مقصد محض اور محض اس علاقہ کے عوام اور خصوصاً مسلمانوں کی دینی و علمی حالت کو بہتر بنانا ہے - مقامی احباب کی درخواست پر جن کے حالات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھے گئے تھے حضور انور نے ازراہِ شفقت و ہمدردی اس علاقہ میں سکول کھولنے کی اجازت عطا فرمائی - آج جماعتِ احمدیہ نائجیریا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سکول کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھ رہی ہے - اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ مستقبل میں اس سکول کو اس علاقہ کے عوام اور مسلمانوں کی دینی و علمی ترقی کا ذریعہ بنائے - تا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت دنیا میں قائم ہو جائے - (آمین)

اس کے بعد چیف آف امیشہ نے جماعتِ احمدیہ کی اس خدمت کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کا شکریہ ادا کیا - اور سکول کی ترقی کے لئے دعائیہ کلمات کہے - اور اپنے تعاون کا یقین دلایا اور ساتھ ہی جماعتِ احمدیہ سے اس علاقہ میں ہسپتال کھولنے کی درخواست کی - پھر چیئرمین لوکل اتھارٹی نے اپنی تقریر میں جماعتِ احمدیہ کا شکریہ ادا کیا - اور اس خدمت کو سراہا - اور برملا اس بات کا اظہار کیا کہ جماعتِ احمدیہ واحد جماعت ہے جس نے اس پسماندہ علاقہ میں عوام کی بھلائی اور خدمت خصوصاً تعلیمی میدان میں سب سے پہلے قدم اٹھایا ہے - اور اس کا سہرا صرف اور صرف جماعتِ احمدیہ کے سر ہے - اور پھر اپنی اور لوکل اتھارٹی کی طرف سے سکول کھولنے کے سلسلہ میں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا -

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے اور چیف آف امیشہ اور چیئرمین لوکل اتھارٹی نے باری باری دعاؤں کے ساتھ سکول کی نئی عمارت کے بنیادی بلاکس نصب کئے اور امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں تمام احباب کا شکریہ ادا کیا - اور آخر میں دعا کے ساتھ یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی - اس کے بعد احباب کی مشروبات سے تواضع کی گئی -

یہ تقریب گاؤں سے دو میل کے فاصلہ پر بڑی سڑک کے کنارے جہاں بیک صد ایکڑ وسیع و عریض سرسبز و شاداب زمین کا رقبہ اس سکول کے لئے مخصوص ہے منعقد ہوئی - اس مقام کو نہایت خوبصورت قطعات (جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات تحریر تھے) سے سجایا گیا تھا - نہایت ہی پُر فضا ماحول میں یہ تقریب کامیابی سے انجام پذیر ہوئی - احباب سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سکول کو اپنی برکتوں سے نوازے اور اس کو اس علاقہ کے عوام کی اصلاح اور ہدایت کا ذریعہ بنائے - آمین ٭

خلاصہ خطبہ جمعہ

فرمودہ ۱۱ احسان (جون) ۱۳۵۵ ہش / ۱۹۷۶ء

ربوہ ۱۱ احسان (جون) - جامع مسجد اقصیٰ میں آج نماز جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر پڑھائی - حضور نے خطبہ جمعہ میں قرآن مجید کی آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم: ۷) کی تفسیر کرتے ہوئے نہایت دلنشین انداز میں اس بنیادی حقیقت پر روشنی ڈالی کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا ہم میں سے ہر شخص اور خاندان پر یہ ایک بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے ہمارے قلوب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا محبت پیدا کر دی - قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ محمد رسول ہی انسان کو جہنم کی آگ سے بچا سکتے ہیں اور آپ کی اتباع اور پیروی ہی سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا حاصل ہو سکتی ہے -

حضور نے فرمایا - دنیا ہمیں جو چاہے کہے اور سمجھے لیکن جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم - اے - پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا - پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ٭

ہفت روزہ بدر قادیان!
مورخہ ۸ ر وفاء ۱۳۵۵ ہش

ایمرجنسی کا ایک سال
اور
مُلک کی تعمیر و ترقی میں ہمہ جہتی پیش رفت

وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی دانشمندانہ قیادت نے مُلک کے بدل رہے حالات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ایک سال قبل بتاریخ ۲۶ ر جون ۷۵ء دیش واسیوں کی فلاح و بہبود کی خاطر مُلک میں ایمرجنسی کا نفاذ فرمایا۔ اس اقدام کا ایک منفی مگر سُودمند پہلو یہ ہُوا کہ تمام اُن طاقتوں اور عناصر کا سرکُچل کر رکھ دیا گیا جو مُلک کے اندر رہتے ہوئے اُسے شدید نقصان پہنچانے کے در پے تھے۔ اس منفی اقدام کے ساتھ ساتھ مدبّرانہ مثبت اقدام کے طور پر سارے مُلک واسیوں کو ۲۰ نکات پر مشتمل ایک ٹھوس تعمیری پروگرام دیا۔ اور پھر ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اُس پر عملدرآمد کرنے کی نگرانی بھی کی ـــــ اور آج جبکہ ایمرجنسی پر ایک سال پورا ہوچکا ہے، گذرے بارہ مہینوں میں مُلک کے اندر جو زبردست خوشگوار انقلاب آچکا ہے، اس سے ایمرجنسی کے نفاذ اور ۲۰ نکاتی عملی پروگرام کی افادیت کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت مہیا ہو جاتا ہے۔

اِس دوہرے منفی اور مثبت اقدام کی دین کا اگر سرسری جائزہ لیا جائے تو ہمارے نزدیک مُلک داسیوں کو حاصل ہونے والے سینکڑوں فوائد میں سے سرِفہرست وہ ڈسپلن اور نظم وضبط کا دَور دَورہ ہے جو ہر شُعبہ میں اس طور پر دکھائی دینے لگا ہے کہ ہر کام میں مقصدیت جو پہلے مفقود سی ہوچکی تھی اب ہر جگہ عَود کر آئی ہے۔ ہمیں ذاتی طور پر چونکہ تعلیم و تعلّم سے خصوصی تعلّق رہا ہے، اس لئے اس پر نظر کرتے ہوئے قلبی مسرّت ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اِس ایک ہی سال میں نوجوانوں کا ذہنی انتشار دُور ہُوا ہے۔ اُن میں تعلیم کی مقصدیت اور لگن پیدا ہونے لگی ہے۔ یونیورسٹیاں اور تعلیمی اِدارے جو ایمرجنسی کے نفاذ سے قبل افسوسناک حد تک سیاست کا اکھاڑا بن کر اپنے مقصد سے بہت دُور ہوتے جارہے تھے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ اُنہوں نے سیاست بازی کے مہلک مرض سے نجات پائی ہے۔ اب تعلیم ذہنی انتشار، افراتفری اور وقت اور دولت کی بربادی کے مترادف نہیں رہی بلکہ مُلک کی تعمیر و ترقی کے لئے با مقصد پارٹ ادا کرنے کا اِحساس بیدار ہو رہا ہے۔ نوجوان قوم کی ریڑھ کی ہڈّی ہوتے ہیں۔ ان کا ذہنی رجحان بگڑ جانے سے قوم کا مستقبل خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ اِس لئے طلباء میں مقصدیت اور لگن کا عَود کر آنا کوئی کم خوشی کی بات نہیں ہے۔ اور بجا طور پر توقّع کی جاسکتی ہے کہ مُلک کی نوجوان نسل مُلک کی تعمیر و ترقی کے لئے اپنا واجبی حصّہ ڈالنے کے قابل ہو جائے گی۔

یہ ایمرجنسی کی ہی دین ہے کہ آج پُورے مُلک میں امن و سکون کی فضا ہے۔ گزُرے سال میں نہ کوئی فرقہ وارانہ فساد ہُوا نہ توڑ پھوڑ اور ایجی ٹیشن و تصادم کے واقعات سُننے میں آئے۔ مُلک کے طول وعرض میں ایسی فضا پیدا کرنے میں جہاں مُلک واسیوں نے دانشمندی کا ثبوت دیا تو ہر جگہ کی انتظامیہ نے بھی اپنی ذمّہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنے فرائضِ منصبی کو ادا کیا۔ اس طرح مُلک کے حالات کو بہتری کی طرف موڑنے کا کریڈٹ دونوں طبقوں کو ہی ملنا چاہیئے۔ اِس لئے کہ انتظامیہ اور عوام کے باہمی بھرپور تعاون سے ہی ایسے شاندار ٹھوس نتائج نکل سکتے ہیں اور نکلے ہیں۔

اِس وقت مُلک میں جو سیاسی استحکام اور معاشی مضبوطی پائی جاتی ہے، ایمرجنسی کے نفاذ سے قبل ایسی صورت کب تھی؟ مُلک میں ایک خاموش معاشی و معاشرتی انقلاب آرہا ہے۔ حُبِّ وطن کا جذبہ بیدار ہو رہا ہے۔ فرض کی ادائیگی کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ بے شک قومی زندگی کے تمام شعبوں میں آگے بڑھنے کی رفتار یکساں نہیں۔ تاہم مستعدی اور احساسِ ذمّہ داری کے ساتھ آگے بڑھنے کی حرکت کا پیدا ہوجانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اِس صورتِ حال پر نظر کرتے ہوئے بجا طور پر توقّع کی جاسکتی ہے کہ جن شعبوں میں قومی ترقی کی رفتار دھیمی ہے وہ بھی عنقریب ہی تیزی سے آگے بڑھنے لگیں گے۔

مالیاتی پہلو سے افراطِ زر کو روک دیا گیا ہے۔ مُلک کی کرنسی کی بین الاقوامی قیمت روز افزوں ہے۔ مُلک کی مالیاتی پوزیشن کو بگاڑنے والے دھندے از قسم سمگلنگ۔ ذخیرہ اندوزی۔ بلیک مارکیٹ، ان سب کا بڑی جابکدستی سے قلع قمع ہُوا ہے۔ کارخانوں میں تالہ بندیاں۔ گھیراؤ۔ مالکوں اور مزدوروں کی باہمی چپقلش، قصّۂ پارینہ بن چکی ہے۔ نہ صرف یہ کہ کارخانوں میں صنعتی پیداوار بڑھ چکی ہے، بلکہ کھیتوں میں سبز انقلاب ایک حقیقت بن کر مُلک کی معیشت میں استحکام لانے کا ذریعہ بن رہا ہے۔ اناج کی پیداوار کے سلسلہ میں گیارہ کروڑ ساٹھ لاکھ ٹن کا ریکارڈ قائم ہُوا ہے۔ اس کا لازمی اثر یہ ہُوا ہے کہ عام استعمال کی اشیاء کی قیمتیں ایسی سطح پر مستحکم ہوگئی ہیں کہ کم آمدنی اور محدود آمدنی والوں کو راحت ملی ہے۔ اب اِس امر کا کھٹکا نہیں رہا کہ ضرورت کی کوئی چیز نایاب ہو کر عام شہری کو پریشان ہونا پڑے گا۔ بلکہ ضرورت پڑنے پر بہ سہولت بازار سے دستیاب ہوجائے گی ـــ!

علاوہ ازیں ٹیکس چوری سے جو قومی آمدنی کو نقصان پہنچ رہا تھا اس کا سدِّ باب ہُوا۔ اور پندرہ ارب روپیہ کے ٹیکس کی وصولی کا ریکارڈ قائم ہُوا۔ اسی طرح پسماندہ طبقہ کو راحت دینے اور اقتصادی طور پر پچھلے جارہے لوگوں کو اُوپر اُٹھانے کے لئے جو مثبت اقدامات ہوئے ان سے ان میں خود اعتمادی آئی ہے۔ اُنہیں ایک زندگی ملی ہے۔ بالخصوص مہاجنوں کی طرف سے غریب لوگوں کو بھاری شرحِ سُود پر قرضہ جات دے کر اور پھر سُود در سُود کی وصولی کے لئے اُن کی زمین اور مکان اور آمدنی مہاجنوں کے قبضہ میں چلی جایا کرتی تھی۔ اور جس طور سے یہ ظالم لوگ غریبوں کا خُون چُوستے رہے تھے، ایمرجنسی کے تحت نافذ کئے گئے نئے قوانین کے تحت ان سب غریبوں کو سُکھ کا سانس آیا ہے۔ اب نہ تو اُن کی زمین اور مکان اور نہ ہی اُن کی خون پسینہ کی کمائی سے مہاجنوں کے گھر بھرتے رہیں گے۔ بلکہ وہ لوگ ایک طرف تو باعزّت طور پر زندگی بسر کرنے کے قابل ہوں گے تو دُوسری طرف اُن کی کمائی کا ثمرہ پُورے طور پر اُن کو ملے گا ـــــ!!

ایمرجنسی سے قبل مُلک کے بعض پسماندہ علاقوں میں غُلامی کی قسم کا مزدوری سسٹم زمینداروں کی طرف سے چلایا جارہا تھا۔ اس کے تحت ہزاروں ہزار افراد آزاد بھارت میں رہتے ہوئے بھی غلاموں سے بدتر زندگی گذار رہے تھے۔ ایمرجنسی کے نتیجہ میں اب اُن کو ایسی ظالمانہ جکڑبندیوں سے یکسر نجات ملی ہے۔ اور وہ پُوری آزادی کے ساتھ اپنے دُوسرے ہم وطنوں کی طرح باعزّت زندگی بسر کرنے اور آزاد مُلک کے آزاد شہری کے طور پر آزادی کی برکتوں سے مستفید ہونے کے قابل بنا دیئے گئے ہیں ـــــ!!

یہ ہیں چند موٹی موٹی باتیں جو ایمرجنسی کا ایک سال گزُرنے پر ٹھوس حقیقت کے رُوپ میں ہمارے مشاہدہ میں آرہی ہیں۔ جسے دُوسرے لفظوں میں ہم مختصر طور پر یُوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایمرجنسی کے نفاذ نے ایک خطرناک مُلکی صورتِ حال کو خوش کُن بہتری کی طرف موڑ دیا ہے۔ جس کی تفصیلات پر نظر کرنے سے ہر مُلک واسی کو ذہنی طور پر بڑا ہی سکون ملتا ہے۔ اب وطنِ عزیز سیاسی استحکام کے ساتھ ساتھ اقتصادی ترقی اور خوش حالی کی طرف تیزی سے گامزن ہے۔ خُدا کرے کہ یہ رفتار نہ صرف قائم رہے بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جائے۔ کہ ہر سچے مُلک واسی کی اپنے وطنِ عزیز کے بارہ میں یہی خواہش ہُوا کرتی ہے ـــــ!!

ولادت

عزیز مکرم وی عبدالرحیم صاحب آف بمبئی کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دو لڑکیوں کے بعد پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ زچہ بچہ کی صحت وسلامتی نیز عزیز نومولود کے خادمِ دین اور بلند اقبال ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز موصوف کے کاروبار میں ترقی کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ اس خوشی کے موقعہ پر عزیز موصوف نے پانچ روپیہ درویش فنڈ میں اور پانچ روپیہ اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔

خاکسار: طیّب علی بنگالی درویش قادیان۔

حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کی طرف سے حکم دیا گیا تھا کہ مرکزِ سلسلہ میں آنیوالے مہمانوں کی رہائش کیلئے اپنے مکانوں کو وسیع کرتے چلے جاؤ!

آپ کو یہ بشارت بھی دی گئی تھی کہ ہر سال وسعتِ مکانی پیدا کرنیکے باوجود مہمانوں کی کثرت کے بالمقابل ہمیشہ ہی مکانات کی کمی کا احساس ہوتا رہیگا

مکانوں کو مکین بخشنا بھی اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل اور احسان ہے ہمیں اس کا شکر ادا کرنا اور اس سے مضبوط تعلق پیدا کرنا چاہیئے

صدر انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونیوالے گیسٹ ہاؤس کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا ایمان افروز خطاب

۴ر امان ۱۳۵۵ہش مطابق ۴ر مارچ ۱۹۷۶ء کو بعد نمازِ عصر صدر انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والے گیسٹ ہاؤس کا افتتاح کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو ایمان افروز خطاب فرمایا تھا۔ اس کا مکمل متن احبابِ جماعت کے افادہ کے لئے اخبار "الفضل" سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :۔

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا :۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر آن ایک بڑھنے والی جماعت کی بشارت دی گئی تھی۔ جس کے استقبال اور رہائش کے لئے مرکزِ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اپنے

مکانوں میں وسعت پیدا کرنے کا حکم

تھا۔ مرکزِ سلسلہ ایک لمبے عرصہ تک قادیان رہا۔ پھر تقسیم ملک کے ساتھ ربوہ میں منتقل ہوگیا۔ بہرحال مرکزِ سلسلہ میں ہر سال ۴۰۔ ۵۰ ہزار بلکہ میں سمجھتا ہوں لاکھوں مربع فٹ مکانیت کا عام حالات میں اضافہ ہوجاتا رہا ہے۔ دو سال سے ہمارے مہربان افسر ربوہ میں نقشے پاس نہیں کر رہے اس لئے مکان کم بن رہے ہیں۔ پتہ نہیں چھوٹے افسر ذمہ دار ہیں یا اُن کے بالا افسر۔ لیکن یہ ایک واقعہ تھا کہ مکان بنانے کی راہ میں روک پیدا کی جا رہی تھی۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ روک دُور ہوگئی ہے۔ روک دُور کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ احسن جزاء دے) اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ۷۴ء میں جب جماعت کے لئے پریشان کُن حالات اپنے عروج کو پہنچے ہوئے تھے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے الہاماً مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس الہام کی طرف متوجہ کرتے ہوئے یہی الفاظ میرے کان میں ڈالے :

وَسِّعْ مَكَانَكَ

یعنی ایسے حال میں کہ جب پچھلے بنے ہوئے مکانات بظاہر اُجڑ رہے تھے اُس وقت یہ تسلی دی گئی تھی کہ جماعتِ احمدیہ کو مکان بنانے پڑیں گے۔ اور مکان بنانے کی توفیق بھی ملتی رہے گی۔

میں نے ۷۳ء کے جلسہ سالانہ پر غیر ممالک کے

وفود کی شمولیت کا اعلان

کیا تھا۔ چنانچہ میری تحریک پر غیر مُلکی وفود آئے اور پھر ہر سال جلسہ سالانہ پر آنے لگے۔ اصولی طور پر یہ نئے گروہ تھے۔ کیونکہ پہلے امریکہ سے اِس طرح وفد نہیں آتے تھے۔ اسی طرح یورپ کے باشندے بھی وفد کی شکل میں پہلے نہیں آئے تھے۔ افریقہ سے بھی پہلے وفد کی صورت میں نہیں آئے تھے۔ وہاں سے بھی بعض دوست پہلی دفعہ وفد بن کر آئے۔ جس سے ہمیں وَسِّعْ مَكَانَكَ کی ضرورت کا احساس بھی ہوگیا۔ اور خدا تعالیٰ نے جو کہا تھا وہ بھی پورا کر دِکھایا کہ مہمان تو آتے ہی رہیں گے تم ان کے لئے انتظام کرو۔ دراصل خدا نے یہ فرمایا تھا کہ جو میرے مہمان ہیں تم ان کی رہائش کا انتظام کرو۔ اس کے ساتھ جو اگلے الفاظ مجھے کہے گئے تھے وہ یہ تھے کہ تمہارے ساتھ جو استہزاء کا ایک منصوبہ بنایا گیا ہے اس کے لئے مَیں کافی ہوں گا۔

پس افرادِ جماعت کو اپنے مکان بنانے کی راہ میں اگر روک پیدا ہوئی تو جماعت کے مختلف اداروں کو خدا نے توفیق دی کہ وہ اِس کمی کو کسی حد تک پورا کر دیں۔ چنانچہ اِس وقت تک تین نئے گیسٹ ہاؤس بن چکے ہیں۔ ہمارے نوجوان کچھ سُست ہیں۔ وہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ انہوں نے بھی ایک گیسٹ ہاؤس بنانا تھا۔ مگر ابھی تک نہیں بنایا۔ (اس موقع پر حضور کے استفسار پر مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے بتایا کہ وہ خدام الاحمدیہ کی طرف سے گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کا کام اِس سال شروع کروا رہے ہیں۔) تو اِس سال انشاء اللہ خدام کی طرف سے بھی ایک گیسٹ ہاؤس بن جائے گا۔

خلیفۂ وقت کی رہائش گاہ

جو جماعت نے بنا کر دی ہوئی ہے اور جسے لوگ قصرِ خلافت کہتے ہیں وہاں بھی دو مکان بالکل خستہ حالت میں تھے۔ وہ مَیں نے گِروا دیئے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اُن کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ کے مکانات کے رستے میں قانونی طور پر روک نہیں ڈالی جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ وہاں بھی اب اِس سال آٹھ دس کمروں کا ایک گیسٹ ہاؤس اور تیار ہو جائے گا۔ ہر سال غیر مُلکی مہمانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اب مثلاً پہلے سال امریکہ سے ۲۰۔ ۲۱ امریکن دوست تشریف لائے۔ گذشتہ جلسہ سالانہ پر اُن کی تعداد دُگنی ہوگئی۔ اور اب وہ سوچ رہے ہیں کہ اُن کی تعداد سَو سے بھی بڑھ جائے۔ ویسے ہمیں فکر نہیں۔ وہ بھی بعض دفعہ اظہار کر دیتے ہیں کہ اُن کے ساتھ ایک نمایاں سلوک کیوں کیا جاتا ہے۔ لیکن جب تک یہ ہو سکتا ہے ہم کرتے رہیں گے۔ مہمانوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اُن کو بعض ایسی عادتیں پڑی ہوتی ہیں مثلاً ایک خاص قسم کے غسلخانے استعمال کرنے کی عادت

ہے۔ اس کے مطابق اُن کو جگہ ملنی چاہیئے۔ لیکن فکر کی اِس لئے بات نہیں کہ فرض کریں اگلے جلسہ سالانہ پر

پانچ ہزار غیر مُلکی دوست

آجائیں تو پانچ ہزار آدمی کے لئے ہمیں آرام کے ساتھ مزید پرالی مِل جائے گی۔ وہ بھی بڑی خوشی سے زمین پر سوئیں گے۔ جس طرح دُوسرے مہمان سوتے ہیں۔ وہ اس کو محسوس نہیں کریں گے۔

اِس دفعہ جو امریکن دوست جلسہ سالانہ پر آئے تھے انہوں نے ربوہ والوں کے حُسنِ سلوک، مہمان نوازی اور مُسکراتے چہروں کا اپنے اپنے رنگ میں بڑا عجیب ذکر کیا ہے۔ اُن کے کچھ تأثرات اُن کی ایک بلیٹن میں چھپ کر میرے پاس پہنچ چکے ہیں (اِس سلسلہ میں حضور نے مکرم ایڈیٹر صاحب الفضل کو ارشاد فرمایا کہ وہ دیکھ لیں اور بعض حصّے الفضل میں شائع کر دیں) مثلاً ایک تاثر انہوں نے یہ لیا ہے جو تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى کی ایک بہترین شکل اور ہمارے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے۔ کیونکہ پاکستان میں بعض ایسے چوہدری خاندان ہیں جن کی عورتوں نے پردہ میں ذرا ضرورت سے زیادہ نرمی اختیار کرنی شروع کر دی ہے۔ لیکن اِس کے برعکس یہاں سے امریکنز واپس گئے تو وہ امریکن بہنیں جو پہلے اس قسم کا پردہ نہیں کرتی تھیں یعنی بُرقعے نہیں پہنتی تھیں انہوں نے بڑی دلیری کے ساتھ بُرقعے پہننے شروع کر دیئے۔ ہماری ایک امریکن احمدی بہن بُرقعہ پہنے ہوئے موٹر چلاتی ہے۔ اُس نے موٹر چلانا سیکھ کر جب ٹیسٹ دینا تھا۔ تو وہ بُرقعے میں چلی گئی۔ انسٹرکٹر (INSTRUCTOR) نے دیکھ کر کہا، تم بُرقعے میں موٹر کیسے چلاؤ گی۔ میں تو تمہیں پاس نہیں کرسکتا۔ اُس نے کورٹ میں دعویٰ کر دیا کہ یہ میرا عقیدہ ہے۔ میں اپنے نقاب کے اندر بھی موٹر چلا سکتی ہوں۔ انسٹرکٹر کا صرف یہ کام ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ آیا میں بُرقعے کے اندر موٹر چلاتے ہوئے کوئی ایکسیڈنٹ تو نہیں کروں گی۔ اس کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ مجھے یہ کہے کہ چونکہ تم نے نقاب پہنی ہوئی ہے اِس لئے میں تمہیں پاس نہیں کروں گا۔ (یا ٹیسٹ نہیں لوں گا)۔ چنانچہ کورٹ نے فیصلہ کیا کہ خاتون ٹھیک کہتی ہے۔ پھر انہوں نے ٹیسٹ لیا تو وہ پاس ہوگئی۔ اور نقاب کے اندر رہتے ہوئے اُس کو موٹر چلانے کا لائسنس مِل گیا۔ اب وہ موٹر چلاتی ہے۔ حالانکہ اُن میں سے کئی ایک کا پہلے یہ خیال تھا کہ پردہ کوئی ضروری حکم نہیں ہے لیکن یہاں آکر جب اُنہوں نے

ربوہ کا ماحول

دیکھا اور عورتوں کی اکثریت کو دیکھا کہ وہ پردہ کرتی ہیں تو پھر واپس جاکر انہوں نے بھی بُرقعہ پہننا شروع کر دیا۔ اور پہلی دفعہ یہ مطالبہ کیا کہ ربوہ میں تو ہم نے دیکھا ہے جب مستورات مسجد میں جاتی ہیں تو قنات لگ جاتی ہے۔ اور اُن کے بیٹھنے کا علیحدہ انتظام ہو جاتا ہے۔ لیکن تم لوگ ہمیں ایک ہی جگہ ایک ہی ہال کے اندر نمازیں پڑھاتے ہو۔ یہ تو درست نہیں۔ ویسے مسئلہ یہ نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پچھلی صفیں عورتوں کی ہوتی تھیں۔ لیکن اب نماز میں عورتوں کے لئے پردہ کا انتظام ہوتا ہے۔ یہ رواج پڑ گیا ہے۔ اِس لئے علیحدہ انتظام ہوتا ہے۔ لیکن انہوں نے کہا ہمیں تو وہی انتظام کرکے دو جو ربوہ میں عورتوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ وہاں مسجد میں انہوں نے لکڑی کی پارٹیشن کرکے عورتوں کا حصّہ علیحدہ کر دیا ہے۔ تو اِس رنگ میں

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى

کی ایک یہ بھی عملی شکل ہے۔ جو سامنے آجاتی ہے۔

مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ مہمان تو بہر حال آتے رہیں گے۔ جس وقت پاکستان کے بہت سے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ احمدیت کو اُنہوں نے مٹا دیا، اُس وقت خدا نے مجھے کہا کہ تم اپنے مکانوں کو بڑھانے کی فکر کرو۔ ان کو بولنے دو۔ اور پھر ہمیں ضرورت پڑ گئی اور پڑ رہی ہے۔ اور اسی طرح پڑتی چلی جائے گی۔ گو آج ربوہ میں مکان بنانے میں روک ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں انشاء اللہ یہ روک بھی دُور ہو جائے گی۔ ہزار رستے کھل سکتے ہیں۔ اور کھلیں گے۔ ہمیشہ کے لئے تو ربوہ کی آبادی کو نہیں روکا جاسکتا۔ اور مکان بنیں گے اور مکانوں میں مکین بھی آئیں گے۔ ایک مکان ایسا بن جاتا ہے جس پر بڑے پیسے خرچ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کا مکین نہیں ملتا۔ مکان کے تیار ہوتے ہی خاندان کسی حادثہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ جماعت رہائشی مکانوں کے ساتھ دنیا بھر میں اللہ کے گھر۔ مساجد۔ بھی بنا رہی ہے۔ لیکن جماعت کو یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ

مسجدوں کی اصل آبادی

اُن دُعاؤں کے ساتھ ہے جو نمازی وہاں کرتے ہیں۔ اور خُدا تعالیٰ کے حضور جُھکتے ہیں۔ اور عاجزی سے اپنی عبودیّت کا اقرار کرتے ہیں۔ خُدا تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور اس کی حمد کے ترانے گاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد کرکے وہ اپنے دِل اور اپنی رُوح کو شُکر کے جذبات سے لبریز کرتے ہیں۔ ہماری مسجد تو اجتماعی نماز کی جگہ ہے۔ اِس لئے وہاں لوگ اجتماعی زندگی کا سبق سیکھتے ہیں اور اپنے معاشرہ کو خوشحال بناتے ہیں۔ اور اِنسان اِنسان میں فرق کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ

مسجد خُدا کا گھر ہے

اگر اس کے ذریعہ انسان میں رُوحانی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی تو اس گھر کا کیا فائدہ؟ پس مساجد سے حقیقی فوائد حاصل کرنے کی طرف ہر آن متوجّہ رہنا چاہیئے۔ کئی لوگوں نے آبادیاں قائم کیں اور محل بنوائے۔ لیکن آبادیاں ختم اور محل ویران ہوگئے۔ آخر قادیان میں وہ بھی تو ایک بڑا محلہ آباد تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قریبی بھائی بندوں کا۔ لیکن خدا نے فرمایا مَیں ان گھروں کو ویران کر دوں گا۔ اور یتامیٰ سے بھر دوں گا۔ یہ بڑی زبردست پیشگوئیاں تھیں جو پوری ہوئیں۔ مَیں نے اپنے بچپن میں خود دیکھا ہے، ایک آدمی پھرتا تھا باقیوں کا پتہ ہی نہیں کون تھے۔ کہاں گئے۔ صرف مرزا گُل محمّد صاحب تھے جو بچ گئے۔ کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر لیا تھا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جدّی رشتہ داروں کی بہت بڑی حویلی تھی۔ جس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حویلی بہت چھوٹی تھی۔ اُن کے بھرے ہوئے گھر تھے۔ اور وہ بڑے فخر اور تکبّر سے گردنیں اُٹھا کر چلتے تھے۔ لیکن اُن کے گھر ویران ہو گئے۔

پس ہمیں یہ کہا گیا ہے اور بشارت دی گئی ہے کہ جماعت احمدیہ کو وسعتِ مکان کی توفیق ملے گی۔ لیکن اِس سے بھی بڑی بشارت یہ دی گئی ہے کہ تم جتنے مکان بنالو۔ جلسے پر تمہیں پتہ لگے گا کہ وہ مہمانوں کے لئے کافی نہیں۔ اور وسعت کی ضرورت ہے۔ گویا ہر جلسہ ہمیں یہ یاد دہانی کرواتا ہے کہ مکانوں میں جو وسعت پیدا ہوئی ہے یہ کافی نہیں۔ اور مکان بناؤ۔

پس ہمارے اِن مکانوں کو مکین بخشنا

اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل

ہے ہمیں اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور اس کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے فضلوں کو ہمیشہ پہلے سے زیادہ ہم پر نازل کرے اور ہم اس کی رحمتوں کو ہمیشہ پہلے سے زیادہ حاصل کرنے والے ہوں۔

یہ گیسٹ ہاؤس خدا تعالیٰ کے فضل سے اب مکمل ہوگیا ہے' الحمدللہ علیٰ ذالک۔ ناظر صاحب اعلیٰ نے اس کی چابیاں مجھے دی ہیں۔ اس کا انتظام ناظر صاحب ضیافت کے سپرد ہے کیونکہ ان کو بہت سی سہولتیں ہیں یہ ضیافت کا بھی ایک بہت بڑا کارخانہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری فرمایا ہے اور یہ بھی وَسِّعْ مَکَانَکَ ہی کا ایک حصہ بنتا ہے۔ دارالضیافت میں بھی اب بڑی وسعت پیدا ہوگئی ہے' فالحمد للہ۔ ہمارے ایک دوست جو پٹھان ہیں۔ سرحد سے یہاں آئے ہوئے تھے وہ ہنس کر کہنے لگے اب تو آپ نے اتنا بڑا دارالضیافت بنا دیا ہے کہ یہاں جب آئے گا تو پتہ آپ کو دیکھئے دے کہ اس کو باہر نکالنا پڑے گا تو وہ خود تو نہیں جائے گا۔ دراصل اکرام ضیف کے اسلامی حکم کے ماتحت خدمت کا یہی جذبہ ہے جو

مہمانوں کے آرام کا باعث

بنتا ہے۔ یاد رکھو! میرا اور تیرا کوئی مہمان نہیں' جو شخص بھی یہاں آتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا مہمان ہے۔ اور جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مہمان ہے اس کا اکرام کرنا اور بھی ضروری ہے۔ اس لئے ہر چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ آپؑ کا اپنا طریق یہ تھا کہ آپ اپنے مہمان کی ضرورتوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جس مہمان کو زردہ (تمباکو) کھانے کی عادت ہوتی تھی اس کی اس عادت کو پورا کرنے کے لئے بعض دفعہ پان وغیرہ کے لئے امرتسر آدمی بھیج کر منگواتے تھے صرف اس خیال سے کہ مہمان کو تکلیف نہ ہو حالانکہ زردہ (تمباکو) کھانا پان میں ڈال کر کوئی اچھی چیز نہیں لیکن پھر بھی جس مہمان کو پان وغیرہ کھانے کی عادت ہوتی تھی آپؑ اس کا بھی انتظام کروا دیتے تھے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس گیسٹ ہاؤس کی چابیاں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب ناظر صاحب ضیافت کو مرحمت فرمائیں اور پھر فرمایا:-

اب ہم دعا کریں گے۔ دوست یہ بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمارے ناظر صاحب ضیافت کو صحیح کام کرنے کی توفیق دے اور جزائے خیر عطا فرمائے بڑی محنت اور بڑے پیار سے سلسلہ کا کام کر رہے ہیں۔ آؤ اب دعا کر لیں

حضور کی اقتداء میں اجتماعی دعا کے ساتھ گیسٹ ہاؤس کی افتتاحی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ (الفضل ۹ر جون ۱۹۷۶ء)

میلاپالئیم میں کامیاب تبلیغی مہم!

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج تامل ناڈو

میلاپالئیم تامل ناڈو میں ایک مسلم اکثریتی علاقہ ہے جہاں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۵۰ ہزار ہے۔ پچھلے چند سالوں سے جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں نے مخالف مولویوں کو بہت بےچین کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی مسجدوں اور منبروں کو احمدیت اور بانئ سلسلہ احمدیہ کے خلاف استعمال کر کے عامۃ المسلمین میں احمدیوں کے خلاف تعصب اور نفرت پیدا کرنا شروع کیا۔ اسی طرح اس علاقہ کے بعض مسلم رسائل نے بھی احمدیت کے خلاف زہر اگلنے اور احمدیوں کو دھمکی دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی رسائل و رسائل کے ان مسموم اور نفرت انگیز مضامین کا تعاقب ہمیشہ ہمارا تامل ماہنامہ "راہِ امن" کرتا رہا ہے۔

اب حال ہی میں میلاپالئیم میں مسلم نوجوانوں کی ایک جماعت "محبوب سبحانی صراط مستقیم سوسائٹی" کے نام سے قائم ہوئی ہے۔ اس کے قیام کی غرض صرف اور صرف جماعت احمدیہ کی مخالفت تھی چنانچہ انہوں نے پچھلے ماہ ایک پمفلٹ "مسلمانوں کو تباہ کرنے والا قادیانی فتنہ" کے زیر عنوان تمام میلاپالئیم میں وسیع پیمانے پر تقسیم کیا۔ اس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف کتابوں کی طرف منسوب کر کے مختلف حوالوں کے ساتھ کئی الزام تراشیاں اور نفرت انگیز باتیں درج تھیں۔ یہ پمفلٹ اتنا زہریلا تھا کہ اسے پڑھنے والے ہر شخص میں حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ اور احمدیوں کے خلاف غم و غصہ کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں سے مختلف حوالوں کا سیاق و سباق کاٹ کر آپ پر کئی طرح کی الزام تراشیاں کی گئی تھیں۔ مثلاً توہینِ مسیح ناصریؑ۔ شرعی نبی ہونے کا دعویٰ۔ مسلمانوں اور ان کے علماء کے متعلق سخت کلامی کا الزام وغیرہ امور نہایت دل آزار اور غلط رنگ میں پیش کئے گئے تھے۔

جونہی یہ پمفلٹ شائع ہو کر تقسیم کیا گیا تو جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک مختصر نوٹس شائع کیا گیا جس میں ان مشتہرین کو چیلنج کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل کتابوں میں سے اصل حوالے پیش کئے جائیں ورنہ عامۃ المسلمین میں احمدیوں کے خلاف نفرت اور غصہ پیدا کرنے کی وجہ سے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

دوسری طرف جماعت احمدیہ میلاپالئیم نے خاکسار کو مذکورہ پمفلٹ ارسال کرتے ہوئے اس کا جواب لکھنے اور عامۃ المسلمین میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے جلسہ عام منعقد کرنے کی خواہش کی۔ چنانچہ خاکسار نے اس زہریلے پمفلٹ کا مسکت جواب لکھ کر سولہ صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ شائع کیا۔ اور مورخہ ۱۹ر جون کو مدراس سے میلاپالئیم کے لئے روانہ ہوا۔

مورخہ ۲۰ ر ۲۱ر جون بروز اتوار و پیر میلاپالئیم کے چوکی بازار میدان میں جہاں ہمیشہ لوگوں کا ہجوم رہتا ہے بعد نماز مغرب و عشاء پبلک جلسوں کا انتظام کیا گیا۔ چونکہ اس علاقہ میں مخالفوں کے پمفلٹ اور احمدیوں کے چیلنج کا چرچا تھا۔ اس لئے ہمارے ان دو روزہ جلسوں میں معقول تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

پہلے دن کا جلسہ مکرم حسن ابوبکر صاحب B.Sc. B.E.S. جنرل سیکرٹری کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مکرم پی۔ ایس محمد اسمٰعیل صاحب اور مکرم عبدالقادر صاحب B.A صدر جماعت نے مختصر طور پر تقاریر کیں بعد ازاں خاکسار نے اشتہار میں بیان شدہ تمام اعتراضوں اور الزام تراشیوں کا جواب دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض و غایت اور آپ کی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔

دوسرے دن مکرم محمد ابوبکر صاحب کی زیر صدارت منعقدہ جلسہ کو مکرم پی ایس محمد اسمٰعیل صاحب اور مکرم عبدالقادر صاحب نے خطاب کیا۔ بعد ازاں خاکسار نے تقریر کی۔ خاکسار اپنے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض وہ کتب بھی ساتھ لے گیا تھا جن کی طرف منسوب کرتے ہوئے من گھڑت حوالے صفحہ نمبروں کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر افتراء کئے گئے تھے۔ خاکسار نے پمفلٹ میں بیان شدہ غلط حوالوں اور ان کتابوں کے صحیح حوالوں کا موازنہ کرتے ہوئے مذکورہ سوسائٹی کی غلط بیانیوں کی حقیقت سامعین کے سامنے رکھ دی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق قرآن و

حدیث کی پیشگوئیاں سنا کر حضورؑ کی صداقت پر روشنی ڈالی۔ اور آخر میں مخالف تاریخی شواہد کے ساتھ آپؑ کے مخالفوں کے عبرتناک انجام پر بھی روشنی ڈالی۔

اس جلسہ کے بعد وسیع پیمانے پر اس پمفلٹ کے جواب میں ہماری طرف سے شائع شدہ جوابی کتابچہ تقسیم کیا گیا اس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں اتمام حجت کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ۔

اب سننے میں آیا ہے کہ اس "محبوب سبحانی صراط مستقیم سوسائٹی" کو جو احمدیت کو میلاپالئیم سے معدوم کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی، کالعدم قرار دیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق و صداقت کے مخالفوں کو سچائی قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

درخواستِ دعا

میری چھوٹی ہمشیرہ کا نکاح مورخہ ۳۰ر مئی کو سکندر آباد میں ہوا ہے۔ عزیزہ عنقریب کینیڈا سفر پر جانے والی ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ عزیزہ کی اہلی زندگی خوشگوار ہونے۔ سفر کی کامیابی اور ہم سب کی صحت و سلامتی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسارہ: رفیعہ معین۔ مدراس

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۵ء

قسط ۲

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعویٰ اور دلائل

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

سہ
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

نکتۂ معرفت اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اسے تمام جانداروں پر "نطق" کے ذریعہ سے فوقیت بخشی۔ اسی لئے انسان "حیوان ناطق" کہلاتا ہے۔ "نطق" عربی زبان کا ایک لفظ ہے جس کے معنے بولنا، گفتگو کرنا، اور وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کے ہیں۔ انسان' الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کو جس وضاحت کے ساتھ پیش کر سکتا ہے۔ سمجھ یا سمجھا سکتا ہے اور کسی ذریعہ مثلاً اشارے کنائے سے ایسا نہیں کر سکتا۔ پس یہ ایک نکتۂ معرفت ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتدائے آفرینش سے ہمیشہ نطق اور کلام کے ذریعہ سے ہی ظاہر ہوتا رہا ہے اور تاریخ انسانی کا ایک ایک ورق اس بات پر گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی' رسول' ریفارمر اور اوتار کا بنیادی دعویٰ ملہم من اللہ ہونے کا ہی ہوتا ہے گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کو "نطق" کے ذریعہ امتیاز بخشا اور نطق کے ذریعہ سے ہی اپنے "أنا الموجود" ہونے کا ثبوت دیتا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انبیاء جو کچھ بھی دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اُس کی بنیاد وحیٔ الٰہی ہی ہوتی ہے۔ اگر وحی و الہام کا وجود نہ ہوتا تو رُوئے زمین پر نہ کوئی نبی ہوتا اور نہ کوئی رسول ــ!!

بنیادی دعویٰ پس اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور رسولوں کا بنیادی دعوےٰ خدا تعالیٰ سے الہام پانے کا ہوتا ہے اور یہی دعوےٰ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا ہے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۔

یعنی اے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں میں اعلان کر دو کہ میں صرف تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ فرق یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر یہ وحی نازل ہوئی کہ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى
اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ
(تذکرہ صفحہ ۸۹)

یعنی اے مسیح پاک اعلان کر دو کہ میں صرف تمہاری طرح کا بشر ہوں فرق یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک خدا ہے اور ہر قسم کی بھلائی قرآن میں ہے

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر نازل ہونے والی وحی الٰہی چونکہ قرآن کریم کے تابع اور اس کی پُر عظمت تشریح و توضیح ہے اس لئے اس مقام پر حضور کے بنیادی دعوے "ملہم من اللہ" کے ساتھ ہی اس بنیادی صداقت کو بھی الہام الٰہی میں بتا دیا گیا ہے کہ ہر قسم کی بھلائی قرآن کریم میں ہے اور قرآن سے باہر کوئی بھلائی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی تشریعی وحی نے دین کو مکمل کر دیا ہے اور یہ ایک ایسی اکمل کتاب ہے کہ

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

اس میں وہ تمام دائمی اور قائم رہنے والی صداقتیں بھی آگئی ہیں جو بائبل' وید یا دوسری الہامی کتب میں موجود تھیں

اللہ تعالیٰ یوں تو اپنے نیک بندوں کو اپنے کلام سے نوازتا ہے لیکن حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعویٰ کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ حضور سے بکثرت کلام کرتا تھا۔ اور قرآن کریم کی رُو سے ایسا دعویٰ نبوت و رسالت کا دعوےٰ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :ــ

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى
غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى
مِنْ رَّسُوْلٍ ۔

یعنی وہ عالم الغیب خدا اپنے غیب پر اپنے رسول کے سوا کسی کو غلبہ عطا نہیں کرتا۔

بہر حال حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بنیادی دعوےٰ کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا ہے۔ اور یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو رُوئے زمین پر پائے جانے والے تمام مذاہب کی رُوح اور جان ہے۔ کیونکہ اگر وحی اور الہام کا وجود نہ ہوتا تو کسی مذہب کا بھی وجود نہ ہوتا ــــ ہمارے ہندو بھائی بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہزاروں سال قبل خدا تعالیٰ کلام کرتا تھا چنانچہ وہ وید اور گیتا کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ اس کے بعد خدا ایسا خاموش ہوا کہ اب وہ کسی سے ہمکلام نہیں ہوتا۔ ہمارے یہودی اور عیسائی بھائی بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام' حضرت ابراہیمؑ حضرت داؤدؑ' حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے کلام کرتا رہا ہے مگر ہزاروں سال سے ایسا خاموش ہوا کہ اب وہ کسی سے کلام نہیں کرتا۔ ہمارے غیر احمدی مسلمان بھائی بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ سے لے کر سیدو مولےٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تو اپنے برگزیدہ لوگوں سے کلام کرتا رہا۔ مگر سینکڑوں سال سے ایسا خاموش ہوا کہ اب خدا کی آواز سنائی نہیں دیتی گویا عصر حاضر کے مذاہب کا یہ متفقہ عقیدہ بن گیا ہے کہ :ــ

"خدا پہلے بولتا تھا اب نہیں بولتا"

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو خدا بولتا نہیں اُس کے سننے اور دیکھنے کا کیا ثبوت ہے کیونکہ بولنے ہی سے دیکھنے اور سننے کا ثبوت ملتا ہے۔ گویا آج یہ مذاہب عالم ایک مُردہ خدا کا تذکرہ پیش کر رہے ہیں۔ جو پہلے سنتا اور دیکھتا تھا۔ مگر اب نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے اور نہ بولتا ہے حالانکہ ہندو بھائیوں کے ہاں "کرشن اوتار" کی آمد کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیاں موجود ہیں۔ مسلمان اور عیسائی بھائی بھی مہدی اور مسیح کی بعثت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ باقی مذاہب کے پیرو بھی اپنے اپنے بزرگان کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک پُر عظمت موعود اقوام عالم کی خوشخبری سنا رہے ہیں ــــ ایسے حالات میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے الٰہی نوشتوں کے مطابق وحی الٰہی کی بنیاد پر موعود اقوام عالم ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو مخاطب کر کے فرمایا

"جری اللہ فی حلل الانبیاء"

کہ رسول خدا تمام نبیوں کے پیرائے میں

ایک مقام پر حضورؑ فرماتے ہیں :ــ

"اب خدا تعالیٰ ان تازہ معجزات اور پیشگوئیوں سے سب کی مرمت کر رہا ہے اور اب وہ گذشتہ قصوں کو واقعات کے رنگ میں دکھلا رہا ہے اور منقولات کو مشہودات کا پیرایہ پہنا رہا ہے تا جو لوگ شکوک کے گڑھے میں گر گئے ہیں دوبارہ ان کو یقین کا لباس پہنا دے۔ لہٰذا جو شخص مجھے قبول کرتا ہے وہ تمام انبیاء اور ان کے معجزات کو بھی نئے سر سے قبول کرتا ہے اور جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا۔ اس کا پہلا ایمان بھی کبھی قائم نہیں رہے گا۔ کیونکہ اس کے پاس نرے قصے ہیں نہ مشاہدات' خدا نبی کا آئینہ میں ہوں۔" (نزول المسیح ...)

پس حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعویٰ بنیادی طور پر کسی بھی الہامی مذہب کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہر مذہب کے حق میں ہے۔ اور وہ بنیادی دعویٰ یہی ہے جو ہر مذہب کا پیشوا اپنے اپنے زمانہ میں کرتا رہا ہے کہ ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعویٰ کی وجہ سے جماعت احمدیہ آج تمام مذاہب کی جانب سے حقیقی نمائندگی کا فریضہ ادا کر رہی ہے اور اس طرح تمام بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور حقیقی فلاح و بہبود کا بے پناہ جذبہ جماعت احمدیہ میں پایا جاتا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :ــ

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دُشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دُشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعمل اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"
(اربعین)

بہر حال ہر نبی' رسول' اوتار اور پرافٹ کا بنیادی دعوےٰ "ملہم من اللہ" ہونے کا ہی ہوتا ہے۔ سید و مولےٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی رحمۃ للعالمین' سراج منیر' خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی مسیح و مہدی۔ کرشن اوتار۔ موعود اقوام عالم وغیرہ کے تھے مگر یہ تمام

دعاوی "یُوحیٰ اِلَیَّ" کے ساتھ ہی وابستہ ہیں۔ مگر آج ہندو اور عیسائی یہودی اور مسلمان سب اس بات پر متفق ہیں کہ خدا پہلے بولتا تھا اب نہیں بولتا جبکہ حضرت بابا نانک رح فرماتے ہیں کہ "ٹھاکر ہمرا صدا بولندا" یعنی ہمارا خدا ہمیشہ ہی کلام کرتا ہے جماعت احمدیہ اسی حقیقت کو بڑی عظمت اور شوکت اور آسمانی نشانات اور لاجواب کر دینے والے دلائل کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے کہ خدا جیسے پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے ہم اس پر ایمان لائے ہم نے اس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھلائے۔ جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی۔ ہم نے اسے دیکھ لیا۔ کہ دنیا کا وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔"

(کشتی نوح ۱۹۰۲ء ص۱۹)

پس ہر مامور من اللہ کی طرح حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام دعاوی

"یُوحیٰ اِلَیَّ"

کے بنیادی دعویٰ کے ساتھ وابستہ ہیں — اس مقام پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر نازل ہونے والی کثیر وحی واقعی خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس سلسلہ میں حضور فرماتے ہیں :۔

"خدا کا کلام جس قوت اور برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذت اور خدائی طاقت اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے خود یقین دلاتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ اور ہرگز مُردہ آوازوں سے مشابہت نہیں رکھتا بلکہ اس کے اندر ایک جان ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک طاقت ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک کشش ہوتی ہے اور اس کے اندر یقین بخشنے کی ایک خاصیت ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک لذت ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک روشنی ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک خارق عادت تجلی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ذرہ ذرہ وجود پر تصرف کرنے والے ملائک ہوتے ہیں اور علاوہ اس کے ساتھ خدائی صفات کے اور بہت سے خوارق ہوتے ہیں۔ اس لئے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ ایسی وحی کے مورد کے دل میں شبہ پیدا ہو سکے بلکہ وہ شبہ کو کفر سمجھتا ہے اور اگر اس کو کوئی اور معجزہ نہ دیا جائے تو وہ اس وحی کو جو ان صفات پر مشتمل ہے بجائے خود ایک معجزہ قرار دیتا ہے۔" (نزول المسیح ص۵۵)

پس اللہ تعالیٰ کے کلام میں جو شوکت وعظمت اور قدرت وطاقت اور ندرت وگہرائی اور وسعت وہمہ گیری وآفاقیت ہوتی ہے تمام دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اگر اس کا مقابلہ کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتیں اس نقطۂ نگاہ کی وضاحت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے شمار الہامات میں سے صرف ایک الہام کو پیش کیا جاتا ہے

وفات مسیح ناصری علیہ السلام

اللہ تعالےٰ نے حضور کو مخاطب کر کے الہاماً فرمایا :۔

"مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ مَفْعُولًا"

(ازالہ اوہام ص۵۶۱-۵۶۲)

بظاہر یہ ایک مختصر الہام الٰہی ہے مگر اس کا حلقہ اثر بڑا وسیع اور تمام زمین پر حاوی ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں منفی اور مثبت۔ منفی پہلو یہ ہے کہ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے" حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر یہ الہام اس وقت نازل ہوا جب مسلمانوں اور عیسائیوں کے تمام فرقے بحیثیت فرقہ اور جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ یقین کرتے اور مسیح کی آمد ثانی کے قائل تھے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ مسلمان خدا اور خدا کا بیٹا تو مسیح کو نہیں مانتے بلکہ نبی اللہ قرار دیتے ہیں۔ مگر خدائی صفات اس زمانہ میں مسلمان بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کر رہے تھے۔ مثلاً جسمانی مُردوں کو زندہ کرنے والا۔ خالق طیور اور حَيٌّ لَا يَمُوتُ زندہ الآن کما کان وغیرہ

پھر حضور نے وفات مسیح کا اعلان اس وقت فرمایا کہ جب انگریز عیسائیوں کی حکومت نہ صرف ہندوستان پر قائم تھی بلکہ وہ اکناف عالم پر چھائے ہوئے تھے اور ان کا دعوےٰ تھا کہ ہماری حکومت اسی طور پر تمام دنیا میں قائم ہو چکی ہے کہ اس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا پس یہ الہام الٰہی بلاواسطہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے عقیدہ ونظریہ کے خلاف تھا اور ہے لیکن بالواسطہ یہ اعلان تمام دنیا میں بسنے والوں کے نظریے کے خلاف تھا۔ کیونکہ مسیح کو خدا یقین کرنے والی عیسائی قوم اپنی مادی قوت وطاقت اور اقتدار کے اعتبار سے تمام دنیا پر چھائی ہوئی تھی۔ ایسے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ الہام کی صداقت میں آسمانی نشانوں کے علاوہ حقائق وبراہین کے وہ انبار لگا دیئے کہ جس کا مقابلہ نہ ممکن ہے اور نہ کوئی کر سکا۔ اور اس طرح وفات مسیح ثابت کر کے روئے زمین پر پھیلی ہوئی ان تمام اقوام کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں وہ صداقت اور کشش و قوت ہوتی ہے کہ تمام دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

ایک پُرعظمت پیشگوئی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس سلسلہ میں ایک پُرعظمت پیشگوئی بھی کر رکھی ہے جو اسّی سال سے ہر روز پوری ہو رہی ہے۔ فرمایا :۔

"ہر ایک مخالف یہ یقین رکھے کہ اپنے وقت پر وہ جان کندنی کی حالت تک پہنچے گا اور مرے گا مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ یہ بھی میری ایک پیشگوئی ہے جس کی سچائی کا ہر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا۔ جس قدر مولوی اور ملّاں ہیں اور ہر ایک اہل عناد جو میرے خلاف کچھ لکھتا ہے وہ سب یاد رکھیں کہ اس امید سے وہ نامراد مریں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اترتے دیکھ لیں وہ ہرگز اس کو اترتا نہیں دیکھیں گے یہاں تک کہ بیمار ہو کر مرض موت کی حالت تک پہنچ جائیں گے اور نہایت تلخی سے اس دنیا کو چھوڑیں گے۔ کیا یہ پیشگوئی نہیں؟ کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ پوری نہیں ہوگی؟ ضرور پوری ہوگی۔ پھر اگر ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی یاد رکھیں کہ اسی طرح وہ بھی نامراد مریں گے اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اترے گا اور پھر اگر اولاد کی اولاد ہوگی تو وہ بھی اس نامرادی سے حصہ لیں گے اور کوئی ان میں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۹۵)

آج ہوا کا رُخ بالکل بدل چکا ہے۔ یورپ امریکہ اور افریقن ممالک جو عیسائیت کے مراکز ہیں ان میں جماعت احمدیہ نہایت پُرزور دلائل کے ساتھ مسیح ناصری ؑ کی وفات ثابت کر کے مراکز احمدیت قائم کر رہی ہے اور آج روئے زمین پر ایک کروڑ سے زائد ایسے انسان موجود ہیں جو برملا وفات مسیح کو تسلیم کر کے احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور احمدیت سے باہر افراد کی بھی یہ حالت ہے کہ چوٹی کے غیر احمدی علماء وفات مسیح کا لوہا ماننے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ سابق مفتی مصر اور جامعہ ازہر کے روح رواں علامہ محمود شلتوت، سید سلیمان ندوی مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم۔ علامہ مشرقی وغیرہم عرب وعجم کے بے شمار سُنّی علماء وفات مسیح کو برملا تسلیم کر چکے ہیں علامہ اقبال بھی وفات مسیح اور مثیل مسیح کی آمد کی معقولیت تسلیم کر چکے ہیں۔ مولوی ابو الاعلیٰ مودودی بھی از روئے قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسم خاکی رفع آسمانی کا انکار کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ احمدیت کا بدترین مخالف ادارہ رابطہ عالم اسلامی بھی اپنے ترجمۃ القرآن انگریزی میں وفات مسیح کا اقرار کر چکا ہے۔ اور اس طرح اس الہام الٰہی کی عظمت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ

"مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔"

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے سچ ہی فرمایا ہے ؎

ابن مریم مرگیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اس کو فرقاں سربسر
اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

(باقی آئندہ)

ایک مثالی بزرگ کی سیرت کے چند روشن گوشے

یعنی

حضرت حکیم خلیل احمد صاحب رضؓ مونگھیری کا ذکرِ خیر

از مکرم عبدالکریم رضی احمد صاحب چمپنپوری مونگھیری

آئیے! آج کی صحبت میں ہم ایک ایسی سیرت کا مطالعہ کریں، جس نے مسیح محمدی علیہ السلام کی تعلیمات سے کسب فیض کر کے نہ صرف اپنے ارد گرد کے ماحول کو روشن کیا، بلکہ اُس پاک سیرت کا بھی مظاہرہ کیا جو منعم علیہم کا امتیاز ہے۔

مونگھیر میں سادات کا ایک مشہور خاندان صاحبِ تکیہ و جائیداد تھا۔ اُن بزرگوں کی وقف کی ہوئی زمین اور جائیداد مشہور انجمن کا مسجد میں تھی اور جس کی تولیت اِن کے خاندان کے سپرد تھی۔ جناب حکیم خلیل احمد صاحبؓ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اس خاندان میں ظاہراً بھی شرافت اور نجابت نمایاں تھی۔ پیشہ طبابت، وضع قطع، رہن سہن شریفانہ اور اچھے اخلاق و عادات کے مالک تھے۔ حکیم صاحب ممدوح نے غالباً ۱۹۰۹ء میں بیعت کی۔ مونگھیر میں سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ ماسٹر محبوب صاحبؓ تھے۔ اُن کا قاعدہ تھا کہ ہر اتوار کو مخصوص لوگوں کو مدعو کرتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی سُناتے اور اُنہیں تبلیغ کرتے۔ حکیم صاحب نے ماسٹر صاحب موصوف کے زیرِ اثر ہی بیعت کی سعادت پائی۔ اور اُس وقت سے زبردست مبلغ کے طور پر عملاً اور عملاً کام کرتے رہے جس خلوص اور جذبے اور ایثار کے ساتھ آپ خدمت و اشاعت دین کے کاموں میں مصروف رہتے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا اجمالی ذکر کیا جائے۔

حضرت حکیم صاحبؓ مباحثہ مونگھیر میں جس کی روئداد دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے اور جو غالباً ۱۹۱۰ء میں انجمن حمایت اسلام مونگھیر اور غیر احمدیوں کے ساتھ ہوا بطور روح رواں کام کیا۔ اس مباحثہ میں حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ راجیکی اور حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ نے حصہ لیا۔ اس مباحثہ کے اثرات اور نتائج خدا کے فضل سے بہت اچھے مرتب ہوئے اور بہت سی بیعتیں بھی ہوئیں۔

حضرت حکیم صاحب موصوف علاقہ بمبئی، حیدرآباد اور مدراس میں بطور مبلغ تعینات کئے گئے تھے۔ سید عبدالجبار صاحب کے بیان کے مطابق بمبئی میں اور سید عبدالغفور صاحب کے بیان کے مطابق مدراس میں حضرت حکیم صاحب پر غیر احمدیوں نے سخت حملہ کیا، جس سے اُن کا سر پھٹ گیا۔ اس واقعہ کے بعد حکیم صاحب بہ اجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مونگھیر واپس آ گئے اور ذاتی طور پر ہی تبلیغ اور اشاعتِ دین کا کام مونگھیر ہی میں کرتے رہے۔

حکیم صاحبؓ کا ایک کارنامہ محمد علی مونگھیری کی دریدہ دہنی کا جواب باصواب دینا تھا جس نے مخالف مذکور کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔ اس ضمن میں حکیم صاحبؓ نے جو قلمی جہاد کیا، وہ اپنے طور پر ایک بہت بڑا کارنامہ اور آئندہ نسلوں کے لئے مثال ہے۔ محمد علی مونگھیری نے اپنی کتب فیصلہ آسمانی، معیارِ صداقت، شہادت المسیح اور حقیقۃ المسیح وغیرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان اقدس میں ناپاک اور دلخراش الفاظ استعمال کئے۔ اس کے جواب میں حضرت حکیم صاحبؓ نے برق آسمانی، اسرارِ نہانی اور تصدیق المسیح وغیرہ کتب تصنیف فرمائیں اور باطل کا دندان شکن جواب دیا ـــــ راقم الحروف نے "اسرارِ نہانی" کا مطالعہ کیا ہے یہ واقعی زبردست دلائل سے مزین مناظرانہ انداز کی لاجواب کتاب ہے۔ اس تصنیف پر بقول سید عبدالغفور صاحب، سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے حکیم صاحبؓ کو نہ صرف خوشنودی سے نوازا بلکہ اپنی جانب سے انعام بھی عطا فرمایا۔

۱۹۲۳ء یا ۱۹۲۴ء میں سعدی پور مونگھیر میں آریوں کے ساتھ ایک زبردست مناظرہ ہوا تھا۔ حکیم فضل حق بہاری جو احمدیت کے کٹر مخالف تھے، ایک پرچارک سے زک کھا گئے اور مولوی کریم بخش احمدی کے ذریعہ حضرت حکیم خلیل احمد صاحبؓ سے استعانت طلب کی۔ پھر کیا تھا "اللہ دے اور بندہ لے" پھر کر مناظرہ طے کیا گیا۔ جس میں جماعت کی طرف سے حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری۔ جناب فضل عمر صاحب، میر قاسم علی صاحب وغیرہم نے شرکت فرمائی۔ تین روز تک اکیلے حافظ روشن علی صاحبؓ ہی جواب دیتے رہے۔ جب مخالفوں نے دیکھا کہ جائے مفر نہیں ہے تو خشت باری شروع کر دی۔ اس مناظرہ کا بھی اچھا اثر مرتب ہوا اور اُس وقت سے، اسلام اور بزرگانِ اسلام پر اُن شرمناک حملوں کا خاتمہ ہی ہو گیا جو ایک مخصوص گروہ کے ذریعہ سر بازار کیا جاتا تھا۔

۱۹۳۸ء میں پورب سرائے مونگھیر میں حضرت حکیم صاحبؓ نے آریوں کے ساتھ دوسرا مباحثہ کیا۔ حضرت حکیم صاحب نے تن واحد جماعت کی طرف سے حصہ لیا۔ یہ میرے لڑکپن کا دور تھا اور میں خود سامعین میں شریک تھا۔ مباحثہ کا مضمون آیت کریمہ کُنْ فَیَکُوْن کا ثبوت اور قدرتِ الٰہی تھا۔ حکیم صاحب موصوف نے نہایت مدلل طریق پر مذکورہ مضمون پر بحث کی اور مدمقابل کو لاجواب کر کے اسلام کی برتری، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور زندہ خدا کا جلوہ ثابت کر دیا۔

حضرت حکیم صاحبؓ مقامی جماعت کے لئے عملی طور پر ایک نمونہ کی صورت میں جلوہ گر رہے اور ہر مقامی جلسہ اور تبلیغی مساعی میں پیش پیش رہے۔ مونگھیر میں کئی بار سالانہ جلسے بڑے پیمانے پر کئے گئے۔ جو آپ کی مساعی جمیلہ کے حامل تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ مضطرب اور بے چین رہتے کہ کس طرح تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ آئے اور آپ اپنا فرض ادا کریں۔ واضح رہے کہ آپ جماعت میں باقاعدہ مبلغ کے طور پر مقرر نہیں تھے بلکہ سامان رزق اللہ تعالیٰ حکمت کے پیشہ کے ذریعہ بہم پہنچاتا تھا۔ یہ محض صداقت کے اظہار اور عوام الناس کی خیر خواہی کا جذبہ تھا جو اُن کے سب آرام و آسائش پر غالب رہتا۔ ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ آپ کی ان تبلیغی مساعی کی وجہ سے مریض آنے بہت کم ہو گئے اور غیر احمدیوں نے آپ کا بائیکاٹ کر دیا جس کی وجہ سے حکیم صاحب کو انتہائی تنگی ترشی کے دور سے گزرنا پڑا۔ مگر کسی نے ان کے ماتھے پر شکن نہیں دیکھی۔

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے، انجمن والی مسجد آپ کے خاندان کے تولیت میں تھی۔ جب آپ اور آپ کے بھائی حکیم سلطان احمد صاحب دونوں احمدی ہو گئے تو احمدیوں نے اس مسجد میں ادائیگی نماز کے لئے جانا شروع کر دیا۔ لیکن غیر احمدیوں نے فتنہ عظیم برپا کر دیا۔ نوبت مقدمہ تک پہنچی۔ اس مقدمہ میں جن بزرگوں نے کام کیا ان کی فہرست میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا نام نامی ہے۔ آپ کی پُر زور خدمات کی بنا پر ہائی کورٹ نے احمدیوں کو مسلمان قرار دیا اور انفرادی طور پر مسجد میں نماز ادا کرنے کا حق تسلیم کیا۔ میرے دادا مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم جو بھاگلپور میں وکیل تھے اس مقدمہ میں کام کر رہے تھے اور اسی کام کی برکت سے انہوں نے امام الزمان علیہ السلام کی شناخت کی سعادت پائی۔

حضرت حکیم صاحبؓ اعلیٰ درجہ کے مقرر، [illegible] صاحب علم بزرگ تھے۔ عربی اور فارسی میں خاص دسترس تھی۔ رکھتے تھے۔ البتہ یونانی کی تحصیل عربی زبان میں کی تھی۔ مشہیر کے رؤساء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ طالب علم ہو یا جویائے حق، ہر ایک کو خوشی کے ساتھ وقت دیتے۔ ہر طرف اور ہر مزاج کے انسان آپ کی صحبت حاصل کرنے کے لئے مشتاقانہ چلے آتے تھے۔ راقم الحروف نے بھی آنموصوف سے بہت کچھ سیکھا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

حضرت حکیم صاحبؓ کی پہلی شادی ایک عیسائی خاتون سے ہوئی تھی جو بعد میں مسلمان بی بی ثابت ہوئیں۔ موصوفہ کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اہلیہ اوّل کے انتقال کے بعد آپ کی دوسری شادی مولانا ذوالفقار علی خان رامپوری جو مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کے بڑے بھائی تھے، کی دختر سے ہوئی۔ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب جو صف اوّل کے مبلغین میں سے ہیں اور اب مرکز سلسلہ ربوہ میں اہم عہدہ پر خدمت بجا لا رہے ہیں مولانا ذوالفقار علی خان کے فرزند ارجمند ہیں۔ دوسری اہلیہ سے حکیم صاحبؓ کو متعدد لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں۔ جن میں سے چند ہی کے نام یاد رہ پائے ہیں، شکیل احمد، جمیل احمد، رشید احمد، بشیر احمد، نوری اور نزہت وغیرہم ـــــ عزیزم شکیل احمد صاحب منیر آج کل افریقہ میں متعین ہیں۔ نیک اور صالح نوجوان ہیں۔

حضرت حکیم خلیل احمد صاحبؓ بڑے وجیہہ اور خوبصورت تھے۔ بلند پیشانی اور اس میں رگِ ہاشمی نمایاں، پتلے لب، نرم گفتار، سراپا عجز و حلم، دراز قد، ستواں ناک، سُرخ و سپید رنگت جس پر سفید داڑھی بہت زیب دیتی تھی۔ حکیم حاذق، مرجع خلائق تھے۔ ہر جلسہ میں مدعو کئے جاتے تھے۔ حکومت وقت کی طرف سے ہر موقعہ پر بلائے جاتے تھے ہر موقعہ پر مناسب حال، سیر حاصل تقریر کرتے۔ ہر جلسہ میں تبلیغ کا موقعہ پیدا کرتے۔ اچھے شاعر تھے عشقِ حقیقی

میں صوفیانہ کلام کہتے۔ کلام رواں اور پُرتاثیر ہوتا۔ دُعاگو بزرگ تھے۔ اُن کا دَر ہر ایک کے لئے کُھلا تھا۔ صاحب معجزہ تھے۔ دو واقعات مندرجہ ذیل ہیں۔ جن کی تصدیق کے بعد اُسے نقل کیا جاتا ہے۔

(۱)۔۔۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے موقعہ پر انجمن کی گلی سے غیروں کا ایک زبردست ریلا مسلح آمادۂ قتل و غارت گری نعرہ بلند کرتا ہوا دراتہ گھستا چلا آیا اور قریب تھا کہ قتل وخون کا واقعہ اپنی ساری دہشت انگیزی کے ساتھ رونما ہو جائے۔ آپ ننگے سر، کھراون پہنے سفید لنگی اور کُرتا میں بالکل خالی ہاتھ اُس مشتعل مجمع کے قریب تیزی کے ساتھ چلے گئے اور فرمایا "جاؤ" واپس جاؤ، فوراً جاؤ، خیریت چاہتے ہو تو فوراً واپس جاؤ" اور ان الفاظ کے ادا ہونے کے ساتھ مجمع واپس ہو گیا!!! دیکھو جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو! جو اللہ کا ہو جاتا ہے وہ مقلب القلوب اُنکی زبان میں کیسی قوت بخش دیتا ہے۔

(۲)۔۔۔ یہ روایت سید عبد الجبار صاحب اور بہ تصدیق سید عبد الغفور صاحب ایک بار حضرت حکیم صاحب رضی اللہ عنہ پٹنہ کے اطراف میں ایک تبلیغی جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ جلسہ کی کارروائی چل ہی رہی تھی کہ زوروں کی آندھی بارش کے ساتھ آگئی اور سامعین انتشار کے عالم میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ عجب اتفاق کہ اس وقت حکیم صاحب رضی اللہ عنہ تقریر کے لئے کھڑے ہو چکے تھے۔ آپ نے جونہی تقریر شروع کی کہ جو شخص جہاں تھا وہیں رُک گیا، کھڑا ہو گیا۔ اور آپ کی تقریر سُننے میں محو ہو گیا۔ پھر نہ تو کسی نے طوفان کی پروا کی نہ بارش کی۔ تھوڑی ہی دیر میں طوفان تھم گیا اور بارش رُک گئی۔ خدا جانے وہ کون سی بات تھی جس نے بھاگتوں کے قدم میں لنگر ڈال دیئے تھے۔ باد و باراں کو بھی روک دیا۔

حضرت حکیم خلیل احمد صاحب رضی اللہ عنہ امیر جماعت تھے، امام الصلوٰۃ تھے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں ایک لذت تھی، ایک ناقابل بیان سرور اور لطف۔ اسوۂ حسنہ نبی کریم صلعم کی ہر نشست و برخاست میں پیروی کی کوشش کرتے۔ کوئی بات ناپسندیدہ یا غصہ دلانے والی ہوتی تو چہرہ کا رنگ ہلکا سُرخ ضرور ہو جاتا مگر خاموش ہو جاتے اور جواب نہیں دیتے۔ البتہ دینی غیرت کی بات ہوتی تو برملا پُرجوش طریقہ پر اصلیت کا بیان فرماتے۔ عیدین کے موقعہ پر سورہ "ق" اور جمعہ میں سورہ "اعلیٰ" اور سورہ "غاشیہ" ضرور پڑھتے۔ عیدین کے موقعہ پر مسجد میں خود اس وقت آتے جب یہ یقین ہو جاتا کہ ساری جماعت کے افراد آچکے ہیں۔ نماز میں جماعت کے افراد کا انتظار کرتے۔ آپ کے نکاح پڑھانے کا نہایت حسین انداز تھا۔ بہت لطیف اور پُر از معرفت خطبہ نکاح دیا کرتے تھے۔ راقم الحروف کا نکاح آپ نے ہی پڑھایا تھا۔ جب الفضل میں کوئی تازہ خطبہ موصول نہیں ہوتا تو جمعہ میں کاہے گاہے اور عیدین میں بالخصوص خود خطبہ دیتے تھے۔ خطبہ برمحل، موزوں اور وقت کی پکار کے مطابق پُراثر اور لاجواب ہوا کرتا تھا۔ پھر جمعہ میں پورا خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ خواہ خطبہ کتنا ہی لمبا کیوں نہیں ہو۔ خطبہ دھیان سے سُننے کی لگاتار تاکید کرتے۔ مسجد میں خصوصاً اور اپنے گھر پر عموماً صلاح اور رُشد کی ترغیب اور تربیت دیا کرتے تھے۔

عاجز کے خاندان کے ساتھ ہمیشہ الطاف وحُسن سلوک کا مظاہرہ فرماتے۔ میری والدہ مکرمہ نے آپ کی وساطت سے بیعت کی تھی۔ مونگھیر سے ہجرت کے موقعہ پر خاکسار کی التجا پر کچھ جماعتی کتابیں عنایت کیں اور پڑھنے کے لئے برابر تاکید فرمائی۔ میرے لڑکے کی پیدائش پر اپنے قلم سے عبد الحلیم کمال احمد نام تجویز فرمایا۔ اور دُعا کی۔ الحمد للہ کمال بہ فضل باری تعالےٰ اسم بامسمّٰی ہے۔ عاجز نے دین اُن سے سیکھا فارسی اُن سے پڑھی، ادبی ذوق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطبات کے طفیل اور حضرت حکیم صاحب رضی اللہ عنہ کی فیض صحبت سے پائی۔

مونگھیر کو، مونگھیر کی جماعت کو اُن کی ذات سے آبرو تھی۔ پہلے قادیان ہجرت فرمائی جہاں ناظر تعلیم و تربیت کے فرائض انجام دیتے رہے، پھر بچوں کے ساتھ پاکستان تشریف لے گئے۔ پاکستان میں ہی اپنے رب کریم کے حضور جا حاضر ہوئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

وہ ایک قابل تقلید سیرت تھی، ایک نور تھا، جو گرد و پیش کو منور کئے ہوئے تھا۔ جب تک جماعت میں ایسے فرد وجود میں آتے رہیں گے، اُس سیرت کی پیدائش اور ترویج ہوتی رہے گی جس کا ذکر انعمت علیھم میں ہے اور جو رضائے الٰہی کی راہ ہے۔ خدا کرے ان بزرگان دین کی سوانح ہمارے قوائے عمل کو طاقت بخشیں کہ ہمارے دل میں دیرینہ تمنا وہی تڑپ پیدا ہو اور ہمارا کردار ان کے کردار کا آئینہ ہو۔ آمین۔ یہی فلاح دارین کی راہ ہے۔ اور یہی ہماری آئندہ کی نسلوں کیلئے قابل تقلید نمونہ ہے۔ خدا کرے۔ راقم الحروف جو بد سرشت اور آلودہ دامن ہے، ناظرین کے دُعاؤں سے خدا یا نیک انجام کو پہونچے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ بڈھانوں میں ایک تربیتی جلسہ

مورخہ ۳۰ جون ۱۹۷۶ء کو ایک تربیتی اجلاس منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ قبل از وقت جماعت میں اجلاس کے وقت اور جگہ سے متعلق منادی کی گئی۔ جس کی وجہ سے جماعت کے تمام مرد و زن اور چھوٹے بچوں نے بھی بہت دلچسپی سے حصہ لیا۔

یہ اجلاس محترم الحاج طالب حسین صاحب قمر کے مکان میں منایا گیا۔ جہاں مردوں اور مستورات کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ بعد نماز مغرب و عشاء جملہ احباب نے محترم حاجی صاحب موصوف کی طرف سے تیار کردہ عشائیہ تناول کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اِس کے بعد اجلاس کی کارروائی ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے شب زیر صدارت مکرم مولوی محمد ایوب صاحب فاضل مبلغ سلسلہ شروع ہوئی۔

تلاوت قرآن پاک محترم الحاج جناب جمال دین صاحب نے فرمائی۔ اِس کے بعد عزیزم مظفر احمد نے درثمین سے ایک نظم سُنائی۔

اجلاس کی پہلی تقریر:۔ عزیزم عبد الباسط صاحب نے "اتفاق میں طاقت ہے" کے موضوع پر کی آپ نے اپنی تقریر میں دوستوں کو ہر طرح متحد رہنے کی طرف توجہ دلائی۔

دوسری تقریر:۔ مکرم محمد عبد اللہ صاحب شاکر نے جماعت احمدیہ کی تنظیم اور اس کے برکات کے موضوع پر کی۔ آپ نے جماعتی تنظیم کی حقیقت واضح کرتے ہوئے بتایا کہ اِس تنظیم کی برکت سے ہماری جماعت نے بہت سارے مصائب کا مقابلہ کیا ہے اور ہر منزل پر کامیابی و کامرانی حاصل کی ہے۔

تیسری تقریر:۔ مکرم نثار احمد صاحب طالب علم بی۔ اے نے جماعت احمدیہ اور اس کے قیام کی غرض و غائیت پر کی۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے عقائد اور اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ جماعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت "یحیی الدین و یقیم الشریعۃ" کے مطابق دنیا میں دین اسلام کی اشاعت کر رہی ہے۔ اور آج یہ جماعت اللہ کے فضل سے دُنیا میں بین الاقوامی حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ بعدہٗ چھوٹی بچیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سنا کر احباب کو محظوظ کیا۔

صدارتی تقریر:۔ آخر میں محترم صدر صاحب نے ذکر فان الذکرٰی تنفع المومنین کی تشریح کرتے ہوئے اجلاس کی غرض و غایت بیان کی۔ اور احباب جماعت کو تلقین کی کہ وہ اپنی اور اپنی اولاد کی صحیح تربیت کر کے اپنے آپ کو مثالی احمدی بنائیں۔ اِس ضمن میں آپ نے قرون اولیٰ اور سلسلہ احمدیہ کے متعدد واقعات کی طرف اشارہ کیا۔ آخر میں موصوف نے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے عہدیداران کا اعلان کیا۔ اور انکو اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور دُعا کے بعد اِس اجلاس کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

خاکسار۔ عبد العزیز سیکریٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ بڈھانوں۔

اخبار قادیان

۔۔۔ مورخہ ۲۱/۶ کو مکرم ڈاکٹر سید محسن احمد صاحب انگلینڈ سے زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۲۸/۶ کو واپس تشریف لے گئے۔

۔۔۔ مورخہ ۲۹/۶ کو مکرم مولوی محمد علی صاحب آف میلاپالم اپنی اہلیہ عزیزہ امۃ الباسط صاحبہ کے ہمراہ میلاپالم میں بغرض تبلیغ روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ انکو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

۔۔۔ مورخہ ۲/۷ سے قادیان میں ہفتہ قرآن مجید شروع ہوا۔ پہلے روز مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی نے "تلاوت قرآن مجید کے آداب" کے موضوع پر تقریر کی۔

۔۔۔ مورخہ ۲۴/۶ کی رات مکرم نذیر احمد صاحب ننگلی درویش کو اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے فاروق احمد نام تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ زچہ بچہ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے اور نومولود کو نیک خادم دین بنائے۔ آمین۔ مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر جائیداد کی اہلیہ محترمہ کا گذشتہ دنوں بٹالہ میں اپریشن ہوا۔ اب صحت قدرے بہتر ہے کامل صحت کے لئے احباب دُعا فرمائیں۔ ۔۔۔ مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بدستور اعصابی عوارض کے سبب بیمار ہیں۔ صحت کاملہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض سے دفتر ہذا کو آگاہ کرے۔ — سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۲۲۱۷۱:- میں ایم اے محی الدین ولد مکرم زین الدین صاحب مرحوم۔ قوم احمدی مسلمان۔ پیشہ فوٹو گرافی۔ عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۸ء۔ ساکن ویراج پیٹھ۔ ڈاکخانہ ویراج پیٹھ ضلع کورگ۔ کرناٹک۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۱۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائیداد میرے ذاتی مکان کی شکل میں ہے جس کی قیمت ۲۰۰۰/- روپیہ ہے۔ اسکے علاوہ میرے پاس ایک پرانی موٹر سائیکل ہے جس کی قیمت فی الوقت ۲۵۰/- ہے۔ ان ہر دو جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں نے ایک کاروبار میں ۶۰۰/- روپے لگا دئے ہیں۔ اس کاروبار سے اب تک کوئی آمدنی نہیں ہے۔ میں اس رقم ۶۰۰/- کے بھی ۱/۱۰ حصہ یعنی ۶۰/- کی وصیت کرتا ہوں۔ ان کے علاوہ میرا کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن قادیان ہوگی۔ میری کوئی معین آمدنی ماہانہ نہیں ہے۔ البتہ فوٹو گرافی جو میرا پیشہ ہے اس سے اندازاً مہینہ میں ۱۶۰/- کی آمدنی ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ انشاءاللہ۔

العبد۔ ایم اے محی الدین۔ گواہ شد۔ سی پی ایس احمد صدر جماعت مرکرہ۔ گواہ شد۔ محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ۔

وصیت نمبر ۲۲۲۲:- میں محمد یوسف ولد مکرم عبدالرشید صاحب۔ قوم احمدی مسلمان۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن موگرال۔ ڈاکخانہ موگرال ضلع کینانور۔ کیرالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۲۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اس وقت ماہوار آمد ۵۰/- روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ محمد یوسف۔ گواہ شد۔ صدیق امیر علی جنرل سیکرٹری جماعت موگرال۔ گواہ شد۔ محمد صدیق اشرف علی۔

وصیت نمبر ۲۲۲۳:- میں طاہرہ صدیقہ زوجہ مکرم محمد یوسف صاحب قوم احمدی مسلمان۔ پیشہ خانہ داری عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن موگرال۔ ڈاکخانہ موگرال۔ ضلع کینانور۔ کیرالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ منقولہ جائیداد زیورات کی شکل میں ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ ۱۰ عدد چوڑیاں۔ ۲ عدد گلے کا ہار۔ ۲ عدد بالیاں۔ ۵ انگوٹھیاں ہیں۔ ان کا مجموعی وزن ۱۸۴ گرام ہے جسکی موجودہ قیمت اندازاً ۷۰۰۰/- روپیہ ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہوگی۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ میرے خاوند کے ذمہ میرا مہر ۱۵۰/- روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی میں وصیت کرتی ہوں۔ میرے خاوند کیطرف سے مجھے مہینہ میں ۱۳/- روپیہ جیب خرچ ملتے ہیں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ ہر ماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔

الامۃ۔ طاہرہ صدیقہ۔ گواہ شد۔ محمد یوسف (میں اپنی بیوی کے مہر ۱۵۰/- کے ۱/۱۰ حصہ ۱۵/- روپیہ کی ادائیگی کا ذمہ لیتا ہوں)۔ گواہ شد۔ صدیق امیر علی والد موصیہ۔

وصیت نمبر ۲۲۲۵:- میں بی فاطمہ بی زوجہ مکرم ایم زین الدین صاحب۔ قوم احمدی مسلمان۔ پیشہ خانہ داری۔ عمر ۲۲ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن پینگاڈی۔ ڈاکخانہ پینگاڈی۔ ضلع کینانور صوبہ کیرالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۲۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری کوئی ذاتی جائیداد نہیں۔ البتہ چار پاؤنڈ زیورات دو بالیاں دو چوڑیاں ہیں جن کی قیمت ۱۲۸۰/- روپیہ ایک ہزار دو صد اسی روپے ہے۔ میرا مہر ۲۰۰/- بذمہ خاوند ہے میں ان دونوں کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نام کرتی ہوں۔ مجھے جیب خرچ کے طور پر ماہانہ ۱۰ روپے ملتے ہیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ۔ بی فاطمہ بی۔ گواہ شد۔ ایم زین الدین (میں اپنی بیوی کے حق مہر ۲۰۰/- کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی کا ذمہ لیتا ہوں)۔ گواہ شد۔ محمد عمر مبلغ سلسلہ۔

وصیت نمبر ۲۲۲۶:- میں مبارکہ بی بی۔ زوجہ مکرم ایم محمد صاحب۔ قوم احمدی۔ پیشہ ڈاکٹری۔ عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن پینگاڈی۔ ڈاکخانہ پینگاڈی۔ ضلع کینانور۔ کیرالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۲۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ۲۰ سینٹ زمین جس کی قیمت ۱۰۰۰/- ہے۔ اور ۲۵ پاؤنڈ سونے کے زیورات جو کان کی بالیوں۔ گلے کے ہار اور چوڑیوں کی شکل میں ہیں۔ جس کی قیمت ۱۰۵۰۰/- روپیہ ہے۔ ان منقولہ و غیر منقولہ دونوں جائیدادوں کی کل قیمت ۲۰۵۰۰/- ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرا حق مہر ۳۰۰۰/- روپیہ خاوند کے ذمہ ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری ماہوار آمد قریباً ۳۵۰/- ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے وقت جسقدر میرا متروکہ ہوگا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ۔ مبارکہ بی بی۔ گواہ شد۔ ایم محمد (میں اپنی بیوی کے حق مہر ۳۰۰۰/- کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں)۔ گواہ شد۔ پی عبدالرحیم۔

وصیت نمبر ۲۲۲۷:- میں ایم محمد ولد مکرم سی سی احمد صاحب۔ قوم احمدی۔ پیشہ پروفیسری۔ عمر ۳۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۳ء۔ ساکن کینانور۔ ڈاکخانہ کینانور۔ ضلع کینانور۔ صوبہ کیرلا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۲۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت ذاتی جائیداد کچھ بھی نہیں۔ میری ماہوار آمد ۸۰۰/- روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نام کرتا ہوں۔ اگر میری کوئی جائیداد بعد میں پیدا ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتے ہوئے مجلس کارپرداز کو اطلاع دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جو بھی متروکہ ہوگا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتا ہوں۔

العبد۔ ایم محمد۔ گواہ شد۔ ابن حامد صدر جماعت کینانور۔ گواہ شد۔ محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ

دعائے مغفرت

چند دن قبل مکرم ڈاکٹر غلام نبی صاحب نے (جمبہ رہا چل) سے یہ افسوسناک اطلاع دی کہ مکرم عبدالعزیز صاحب وفات پاگئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ۱۹۶۷ء میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ بہت خلیق اور ملنسار انسان تھے۔ مرکز سے آنے والوں کا بہت احترام کرتے تھے۔ خاکسار جب تک وہاں بطور مبلغ تعینات تھا تبلیغ میں میرے ساتھ ہمیشہ کوشاں رہتے۔ مرحوم کی کوئی اولاد نہ تھی ایک بیوہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ احباب کرام مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے نیز ان کی بیوہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار۔ بشارت احمد بشیر مبلغ آسنور (کشمیر)

بزرگانِ سلف کے عقائد و نظریات

الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ (ولادت ۵۶۰ھ / ۱۱۶۵ء وفات ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء) مُسلم اسپین کے مشہور عالم صوفی مرتاض، پیشوائے طریقت اور مفسّر قرآن تھے۔ آپؒ اہلِ کشف بھی تھے اور صاحبِ الہام بھی!! ایک عارفِ ربانی کی حیثیت سے آپؒ کو عرفانِ خاتمیتِ محمدیہ کی دولت بھی میسّر تھی۔ جس کا پتہ آپ کی معرکۃ الآراء تالیف فتوحاتِ مکیّہ سے چلتا ہے۔ جو آپ نے الہامِ الٰہی کی روشنی میں مرتب فرمائی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"فَاِنَّ النُّبُوَّةَ الَّتِی انْقَطَعَتْ بِوُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ھِیَ نُبُوَّۃُ التَّشْرِیْعِ لَا مَقَامُھَا فَلَا شَرْعَ یَکُوْنُ نَاسِخًا لِشَرْعِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یَزِیْدُ فِیْ شَرْعِہٖ حُکْمًا اٰخَرَ وَھٰذَا مَعْنٰی قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ اَیْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یَکُوْنُ عَلٰی شَرْعٍ یُخَالِفُ شَرْعِیْ بَلْ اِذَا کَانَ یَکُوْنُ تَحْتَ حُکْمِ شَرِیْعَتِیْ وَلَا رَسُوْلَ اَیْ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِ اللّٰہِ بِشَرْعٍ یَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ فَھٰذَا ھُوَ الَّذِیْ انْقَطَعَ وَسُدَّ بَابُہٗ لَا مَقَامُ النُّبُوَّۃِ۔ فَاِنَّہٗ لَا خِلَافَ اَنَّ عِیْسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نَبِیٌّ وَّ رَسُوْلٌ وَّ اِنَّہٗ لَا خِلَافَ اَنَّہٗ یَنْزِلُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حَکَمًا مُقْسِطًا عَدْلًا بِشَرْعِنَا لَا بِشَرْعٍ اٰخَرَ وَلَا بِشَرْعِہِ الَّذِیْ تَعَبَّدَ اللّٰہُ بِہٖ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ مِنْ حَیْثُ مَا نَزَلَ ھُوَ بِہٖ بَلْ مَا ظَھَرَ مِنْ ذٰلِکَ ھُوَ مَا قَرَّرَہٗ شَرْعُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنُبُوَّۃُ عِیْسٰی ثَابِتَۃٌ لَّہٗ مُحَقَّقَۃٌ فَھٰذَا نَبِیٌّ وَّ رَسُوْلٌ قَدْ ظَھَرَ بَعْدَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ الصَّادِقُ فِیْ قَوْلِہٖ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ فَعَلِمْنَا قَطْعًا اَنَّہٗ یُرِیْدُ نُبُوَّۃَ التَّشْرِیْعِ خَاصَّۃً وَھِیَ الْمُعَبَّرُ عَنْھَا عِنْدَ اَھْلِ النَّظْرِ بِالْاِخْتِصَاصِ وَھُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِھِمْ اَنَّ النُّبُوَّۃَ غَیْرُ مُکْتَسَبَۃٍ"

(الفتوحات المکیّۃ، الجزء الثانی، ص۳ مطبوعہ مطبع زہریہ مصر ۱۲۷۰ھ ہجری)

ترجمہ:- جو نبوّت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کے ذریعہ منقطع ہوئی ہے وہ تو صرف تشریعی نبوّت ہے نہ کہ مقامِ نبوّت۔ پس اب کوئی شریعت ایسی نہیں آسکتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منسوخ کرے یا آپ کی شریعت میں کوئی اور حکم زیادہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ (کہ رسالت و نبوّت منقطع ہوگئی ہے اور اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی) کا یہی مطلب ہے۔ لَا نَبِیَّ سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو میری شریعت کے خلاف کوئی شریعت لائے۔ بلکہ جب بھی کوئی نبی ہوگا میری شریعت کے حکم کے تابع ہوگا۔ اور لَا رَسُوْلَ سے مُراد یہ ہے کہ میرے بعد خلقِ خدا میں سے کسی کی طرف اب کوئی شریعت لانے والا

خُلاصہ خُطبۂ جُمعہ — بقیہ صفحہ اوّل

جلوے اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اور ہمارے جسموں اور ہماری رُوحوں کا ذرہ ذرہ آپؐ کی محبت سے سرشار ہے۔ اور آپؐ کی عظمت کو دُنیا میں پھیلانے کے لئے بیتاب ہے۔ تو ایسی صورت میں ہم آپؐ کا دامن کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ اور اپنی دلی کیفیت کے برعکس اپنی زبان سے اپنے غیر مسلم ہونے کا کیسے اعلان کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم آپؐ کے اس عظیم رُوحانی فرزند اور آپؐ کے اس پیارے مہدی کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں جس کے ذریعہ ہمیں محبتِ رسولؐ کی یہ نعمتِ عظمیٰ میسّر آئی۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضور نے فرمایا آج کل بعض لوگ اپنی افتادِ طبع کے باعث اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہے ہیں۔ اگر اُن کی خوشی اِسی میں ہے تو بے شک وہ ایسا کرلیں۔ مگر ہماری خوشی تو اسی میں ہے کہ ہم ہمیشہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپؐ کی اتباع کے لیئے کوشاں رہیں۔ ہم جملہ قرآنی احکام اور قرآنی اخلاق کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ خدا کرے کہ ہم اور ہماری آئندہ نسلیں ہمیشہ اپنی تربیت کا خیال رکھیں۔ عشقِ رسولؐ کی آگ کی شدّت میں کبھی کمی نہ آنے پائے تاکہ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کا وعدہ ہمیشہ ہمارے حق میں پورا ہوتا رہے۔ اور ہم ہمیشہ ہی اُس کے پیار کو حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

("الفضل" مورخہ ۱۲ رجون ۱۹۷۶ء)

رسول نہیں آئے گا جو لوگوں کو اُس نئی شریعت کی طرف بُلائے۔ کیونکہ یہی تو وہ چیز ہے جو منقطع ہو چکی ہے۔ اور جس کا دروازہ بند ہو چکا ہے نہ کہ مقامِ نبوّت (کہ اُس کا دروازہ قیامت تک کُھلا ہے) پس یہ یقینی بات ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اور رسول ہیں۔ اور یہ بھی یقینی بات ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ آخری زمانے میں نزول فرما ہوں گے۔ اور آپؑ ہماری شریعت (قرآن کریم) کے ذریعہ ہی عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے نہ کہ کسی اَور (نئی) شریعت کے ذریعہ اور نہ ہی اِس (پُرانی) شریعت کے ذریعہ کہ جس کے ذریعہ اللہ نے بنی اسرائیل کو اپنی عبودیت میں لیا تھا اِس لیئے کہ آپ تو اُس (شریعت) کو لے کر نازل نہیں ہوئے۔ بلکہ اِس سے وہ چیز ظاہر ہوتی ہے جس کو شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی نبوّت تو تحقیقی طور پر اُن کے لیئے ثابت شدہ ہے۔ پس آپ ایسے نبی اور رسول ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر ہوں گے۔ اور جبکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اِس قول میں سچے ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں تو ہم نے قطعی طور پر معلوم کر لیا کہ حضورؐ کی مراد اِس سے خاص کر نبوّتِ تشریعی ہی ہے۔ اور اہلِ نظر کے نزدیک خصوصیت سے اس کی یہی تشریح کی جاتی ہے۔ اور اُن کے اِس قول سے بھی یہی مراد ہے کہ نبوّت ایسی شے ہے جو اکتساب سے حاصل نہیں ہوتی ٭

درخواستِ دُعا

گزشتہ دنوں میرے دو بچّے اسہال اور بخار کی وجہ سے سخت بیمار تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے افاقہ ہے۔ لیکن دونوں کافی کمزور ہوگئے ہیں۔ اُن کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لیئے احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار:- منیر احمد بھٹی۔ اٹاواہ (کنیڈا)

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دل آویز مصنوعات

۱- سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دل آویز شکلیں۔
۲- گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ، مختلف مناظر۔ دُنیا بھر کی مساجدِ احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳- عید مُبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔

خط و کتابت کا پتہ:-

THE KERALA HORNS EMPORIUM.
TC. 38/1582, MANACAUD.
TRIVANDRUM (KERALA)
PIN. 695009.

PHONE No. 2351.
P.B. No. 128
CABLE:- "CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرز کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

AUTOWINGS,
آٹو ونگس
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004.
PHONE NO. 76360.

آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس کی تاریخوں میں تبدیلی

اب کانفرنس بتاریخ ۱۴ و ۱۵ ؍اگست بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہوگی

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ کی بناء پر تاریخوں میں تبدیلی کرنی پڑی ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس ۱۴ و ۱۵ ؍اگست ۷۶ء کی تاریخوں میں "ناصر آباد" میں منعقد ہوگی۔ احباب کو چاہیئے کہ کثرت سے اس بابرکت کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

عشرہ وقفِ جدید

خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریک "وقفِ جدید" کے تحت ۱۸ سال سے تعلیم و تربیت اور تبلیغ کا کام انجام پا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ اس عظیم الشان تحریک کے اغراض و مقاصد احبابِ جماعت کے سامنے بار بار بیان کئے جائیں تاکہ وہ ذوق و شوق کے ساتھ اِس تحریک میں حصہ لیں۔ اس غرض کے لئے مقامی جماعت کے امراء اور صدر صاحبان اور جملہ عہدیداران سے گذارش ہے کہ ۱۴ ؍جولائی سے ۲۳ ؍جولائی تک عشرہ وقفِ جدید منائیں۔ اور اِس عشرہ میں خطباتِ وقفِ جدید کی روشنی میں حصولِ وعدہ جات کی تکمیل اور زیادہ سے زیادہ چندہ کی وصولی کی کوشش فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سیکرٹری صاحبان وقفِ جدید سے گذارش ہے کہ وہ وقفِ جدید کے اِس عشرہ کی مساعیٔ جمیلہ اور اس کے نیک نتائج کی رپورٹ دفتر وقفِ جدید کو ارسال فرما دیں۔ خدا تعالیٰ احبابِ جماعت کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضلوں اور برکتوں سے نوازے۔

نوٹ:۔ جن جماعتوں کو مجموعہ خطباتِ وقفِ جدید کی ضرورت ہو، فوری طور پر دفتر کو مطلع فرمائیں۔ ان کی خدمت میں ارسال کر دیئے جائیں گے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

تحریکِ جدید کا مختصر جائزہ

تحریکِ جدید کو قائم ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیالیس ۴۲ برس ہو رہے ہیں۔ اس عرصہ میں اِس الٰہی تحریک نے مذہبی دنیا میں عظیم الشان انقلاب پیدا کیا ہے۔ تبلیغِ اسلام کا مضبوط اور وسیع نظام قائم ہوا ہے۔ مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر۔ قرآنِ کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ سینکڑوں مجاہدینِ اسلام اکنافِ عالم میں تبلیغ کی کامیاب مہم جاری کئے ہوئے ہیں۔ یہ الٰہی تحریک اپنے اغراض میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی حاصل کرتی جا رہی ہے۔ اور ہر احمدی نہایت فخر سے یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ آج احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ لیکن ابھی جماعت کے سامنے بڑا کام باقی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ تحریکِ جدید کے شاندار مستقبل کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے ہمیں مزید جدوجہد کی ضرورت ہے۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اِس تحریک میں حصہ لیتے ہیں کیونکہ اُن کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اُٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی۔"

اللہ تعالیٰ احباب کو تحریکِ جدید میں اخلاص سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللّٰہم آمین۔

درخواستِ دُعا:۔ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ آف مدراس دُعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اُن کی بڑی ہمشیرہ دماغی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ ہمشیرہ کی صحت کے لئے دُعا فرمائی جائے۔ نیز اُن کی چھوٹی بہن کی شادی حال ہی میں ہوئی ہے۔ شادی کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے، اور ان کے شوہر ٹریننگ کے لئے پونا میں ہیں کامیابی کے لئے نیز اپنی صحت اور اپنے بچے بچیوں کی صحت کے لئے، ان کے خادمِ دین بننے کے لئے عاجزانہ درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر کے دوسرے سالانہ اجتماع کی تاریخوں میں تبدیلی!!

اب خدام الاحمدیہ کا یہ سالانہ اجتماع بتاریخ ۷ و ۸ ؍اگست بروز ہفتہ و اتوار ہوگا

مجالس خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ کی بناء پر تاریخوں میں تبدیلی کرنی پڑی ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر کا سالانہ اجتماع ۷ - ۸ ؍اگست بروز ہفتہ و اتوار بمقام "آسنور" (کولگام) منعقد ہوگا۔ اِس اجتماع میں تمام جماعتوں کے خدام کا شرکت کرنا ضروری ہے۔ اِس اجتماع کی کامیابی کے لئے دُعائیں بھی کرتے رہیں۔

مرزا وسیم احمد
صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

مرکز میں قیام کا نادر موقعہ

انجمن وقفِ جدید کے دفتر میں گریجوایٹ یا ایف اے پاس کلرک کی ضرورت ہے جو حساب (ریاضی) میں ہوشیار ہو اور اُردو لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ مرکز میں رہائش رکھنے کے خواہشمند احباب کے لئے نادر موقعہ ہے۔ ایسے احباب اپنی خود نوشتہ درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹ اپنی جماعت کے صدر یا امیرِ جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوا دیں۔ گریڈ: ۳۶۷-۱۲/۲۳۵-۱۰-۱۸۵
گرانی الاؤنس اور P.F. کی بھی سہولت ہوگی۔ نیز دیگر مُراعات وقتاً فوقتاً دی جاتی ہیں۔ ان سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

منظوری انتخاب قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کی بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان دو سال کے لئے منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اخلاص سے احسن رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان)

ضروری اعلان

احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ عبد الکریم صاحب ناصر آبادی آف قادیان کے خلاف بعض شکایات اور ان کے نامناسب رویہ کو اپنانے کا معاملہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش ہونے پر ان کے لئے جو ارشاد موصول ہوا ہے، درج ذیل ہے:۔

(۱) اخراج از قادیان۔ (۲) اگر عبد الکریم صاحب اس کی تعمیل نہ کریں تو اخراج از جماعت اور مقاطعہ کی سزا دی جائے۔

چونکہ عبد الکریم صاحب نے آئیٹم ۱ کی تعمیل نہیں کی اور از خود جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اِس لئے اب آئیٹم ۲ کی تعمیل میں یہ اعلان کروایا جا رہا ہے۔

چونکہ اُنہوں نے اپنے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور عملاً جماعت سے قطع تعلق کر لیا ہے اِس لئے تمام احبابِ جماعت کو اُن کے اِس رویہ سے مطلع کیا جاتا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

ناظر اُمورِ عامہ قادیان

خط و کتابت کرتے ہوئے اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کیجئے (مینیجر بدر)